N3ha
Edits
پیامِ عشق
جویریہ بِلال شامی

پیامِ عشق

جویریہ بلال شامی

وہ لوگ گھر آ چکے تھے، عائرہ تو حنان کو گود میں اُٹھا کر بار بار اُس کے گال چوم رہی تھی جو منظر مصطفیٰ کی نظروں سے دور نہ رہ سکا۔

خوش آمدید سر " ایک ملازم نے فارس کو اندر آتا دیکھ کر کہا۔ جس پر وہ اپنے " پیچھے آتے مصطفیٰ کو تعاجب سے دیکھنے لگا، جیسے کہہ رہا ہو اِتنے فارمل نو کر۔

آپ لوگ آرام کرلیں، تھک گئے ہونگے تب تک کھانا بھی تیار ہو جائے گا، "
کیوں حنان بے بی ہے نا" وہ حنان کے پیٹ پر اپنے ناک سے گدگدی کرتے ہوئے بولی جو عائرہ کی حرکت پر کھلکھلا کر ہنس رہا تھا۔

" یہ تمارے ساتھ کتنا اٹیچ ہو جاتا ہے یار" فاریہ جو صوفے پر بیٹھی تھی حنان کو کھِلکھا کے ہنستے ہوئے دیکھ کر بولی۔

" ہاں نا، مجھے بچے بہت پسند ہیں بھا بھی" اُس نے فاریہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تو مصطفیٰ سے کہتی کیوں نہیں ہو" فاریہ نے عائرہ کے کان میں کہا تو وہ حیرانگی اور شرم سے فاریہ کو دیکھ کر نظریں جھکا گئی۔

بھابی آپ بھی نا، اچھا چھوڑیں نا، آپ لوگوں کا روم سیٹ ہے آپ آرام کریں جا کر" صبح کی نسبت اب اُسکی آواز کافی بہتر تھی، کیونکہ آفس میں دو، تین بار تو وہ کافی پی چکی تھی، جس سے اُسکے گلے کو بہت آرام پہنچا تھا۔

ہاں ہاں، اب چھوڑیں ہو گیا" فاریہ یہ بولتے ہوئے اُس کی گود سے حنان کو اُٹھا لیا جو ماں کے پاس آنے کو مچل رہا تھا، شاید اُسے بھوک لگی تھی، عائرہ نے ہنستے ہوئے اُسے گھور کر چپ رہنے کا اِشارہ کیا، کیونکہ مصطفیٰ وہیں کونے میں کھڑا فارس سے کوئی بات کر رہا تھا۔ وہ اُسے ایک نظر دیکھ کر کچن میں چلی گئی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"ظاہر ہے میں بھی چلوں گا" وہ دونوں کھانے کے بعد ڈائیننگ روم میں بیٹھے تھے، جب وہ مصطفیٰ کی بات کے جواب میں بولا۔ وہ حشام صاحب سے ملاقات کرنے جانے والا تھا، جس کو سُن کر فارس بھی بول پڑا۔

"جونک کہیں کا"

"کیا بولے؟" فارس اسکی بڑبڑاہٹ سُن کر اُسے گھورتے ہوئے اپنے کُرسی سے آگے ہو کر پوچھنے لگا۔

"کیا؟" کان صاف کرواا پنے" وہ فارس کو دیکھ کر اپنی آنکھیں گُھما کر بولا۔"

جا کر سو جاؤ، کسی اور کو ٹھوکنے کی پلیننگ نہ کرنے بیٹھ جانا" وہ مصطفیٰ کو "بولتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھ کر اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

جا کر سو جاؤ کسی اور کو ٹھوکنے کی پلیننگ نا کرنے بیٹھ جانا۔ بڑا آیا جنگلی "انسان"

مصطفیٰ دروازے سے اُسے باہر جاتا دیکھ کر اُسکے بات کرنے کے طریقے کی نقل اُتارنے لگا۔ پھر ایک دَم سے رُک کر سوچنے لگا کے یہ وہ کیا کر رہا تھا؟ عائرہ کی عادتیں اُس میں بھی آ گئی تھیں کیا؟

اُففف" وہ تھکے تھکے انداز میں کُرسی کی پُشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر" گیا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"کوئی بھی مصطفیٰ سے اُلجھنے کے لیے تیار نہیں ہے سر، ہم نے جِن جِن سے بھی کانٹیکٹ کیا ہے وہ سب اُس سے اُلجھنے سے انکاری ہیں" وہ آدمی الیکس کو بتا رہا تھا۔

"اُسکے لیے اب میں اور میرا بھائی ہی کافی ہے" وہ ایک نظر اُس آدمی کو دیکھتے ہوئے بولا، الیکس کے ساتھ بیٹھا اُسکا بھائی اُس آدمی کو گھور رہا تھا جو ابھی یہ ساری خبر دے کر وہاں سے گیا تھا۔

"....یہ آدمی تو اُس مصطفیٰ کا"

ہاں، یہ وہی ہے، وہ کیا ہے نا حسّد اور بدلہ انسان سے کچھ بھی کروا سکتا ہے، تم " جانتے تو ہو" وہ کارلوس کو دیکھ کر اپنے چھوٹے بھائی کی تصویر ہاتھ میں اُٹھا گیا۔

تیری موت کا بدلا ہم ضرور لیں گے" ہاتھ میں پکڑے کٹر کو زور سے دباتا وہ " اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو کاٹ گیا، جس میں سے خون بہنے لگا، کُرسی سے اُٹھ کر وہ سامنے بنے بورڈ کی طرف آیا، وہاں لگی تصویروں میں سے ایک تصویر پر وہ اپنا خون سے بھرا ہاتھ لگا کر اُس پر کراس بنا چکا تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

رات کا نا جانے کون سا پہر تھا جب وہ نیند میں کسمسائی، اِتنی ٹھنڈ میں بھی اُسکی پیشانی پر پسینے کی بوندیں بتا رہی تھی کے اُسے کچھ ہو رہا ہے۔

نہیں، نہیں انہیں مت، دے دُوں نہیں، آہہہ" وہ ایک سے چیخ مار کر اُٹھ گئی، "
عائرہ کے ایک دَم اِس طرح سے اُٹھنے پر مصطفیٰ بھی پریشانی سے اُٹھ کر سائڈ
لیمپ آن کر کے عائرہ کا چہرا چھو کر دیکھنے لگا کے اُسے کیا ہوا تھا کیونکہ وہ بہت
بُری طرح ڈر گئی تھی۔

چھوڑو" وہ اپنا آپ اُسکے برہنہ سینے دُور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔"

بٹر فلائی میں ہوں، ششش بس کچھ نہیں ہوا" وہ اُسے اپنے سینے سے لگائے اُسکا"
سر سہلانے لگا۔

"میں نہیں چھو"

عائرہ "اسکی تھوڑی سخت آواز پر وہ ہوش میں آئی۔ وہ کچھ دیر آنکھیں کھولے " حیرانگی سے اُسے دیکھتی رہی، پر پھر اچانک سے پورا کمبل اپنے اُوپر لیے اپنا چہرا اُس میں چھُپا کر ایک دَم سے لیٹ گئی۔ وہ اُسکے کانپتے جسم کو محسوس کر رہا تھا، پر وہ کروٹ لے کر لیٹی ہوئی تھی۔ مصطفیٰ نے سپاٹ نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے عائرہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اپنے بہت قریب کھینچ لیا، اسکی گرم سانسوں کی تپش مصطفیٰ کو اپنے سینے پر محسوس ہو رہی تھی، وہ کیا کر رہی تھی وہ سب جانتا تھا، پر وہ انتظار میں تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

صبح اب تازہ نہیں تھی، صبح کی سفیدی اب سنہرے پن میں بدل گئی تھی۔ سب ناشتہ کر کے فارغ ہو چکے تھے۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے عائرہ؟" وہ دونوں کچن ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھیں جب فاریہ نے اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے ہوش دلایا، جو کپ کیکس کا مکسچر کو باؤل میں مِکس کرتے ہوئے نہیں کِن سوچوں میں گم تھی۔

"ہاں...ج...جی، میں ٹھیک ہوں" وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔"

آر یو شیور" اُس نے پھر سے فکر مندی سے پوچھا۔"

"ہاں جی بِلکل آئی ایم اوُکے، ڈونٹ وری" عائرہ نے ہلکے پھُلکے لہجے میں اُسے کہا۔

"اوُکے اوُکے، میں ذرا آتی ہوں، حنان کو فیڈ کروانا ہے" وہ اُسکا چہرا تھپتھپاتے ہوئے کُرسی سے اُٹھ گئی۔

اُسکی بات پر عائرہ نے ہاں میں سر ہلایا۔ فاریہ کے جانے کے بعد وہ پھر سے اپنی سوچوں میں گُم ہو گئی۔ کل رات جو ہوا نہیں ہونا چاہیئے تھا، وہ جو کرنے والی تھی وہ نہیں جانتی تھی کے اِسکا کیا انجام ہو گا، پر وہ اپنی طرف سے سب ٹھیک کرنے کی کوشش کرنے والی تھی، اور اُسکے یہ کام پورا کرنے کے بعد سب ٹھیک ہو جاتا۔

کسی کی موجودگی محسوس کر کے وہ ہوش میں آئی۔ وہ کچن کے دروازے پر ہاتھ باندھے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ اُسکے قریب آ رہا تھا عائرہ کی دِل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی۔

تمہارا کیا کام ہے کچن میں بیٹھنے کا، کمرے میں نہیں بیٹھا جاتا تم سے " عائرہ کے " قریب آئے وہ اُسے ایک ہی جھٹکے میں کُرسی سے کھڑا کر کے گود میں اُٹھا گیا، اور اُس باؤل میں بنے مِکسچر کو ایک اُنگلی ڈال کر چھکنے لگا۔

کیوں؟ میرا گھر ہے میں جہاں مرضی بیٹھوں " اُسکی گردن کے گِرد اپنے بازو " باندھے وہ ناک چھڑا کر کہتی مصطفیٰ کو بہت پیاری لگی۔ وہ کچن سے باہر نکل رہے تھے جب دروازے سے ایک ملازمہ اندر آئی، اور اُن دونوں کو ایسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے چہرا جُھکا گئی۔

La masa para cupcakes está lista en la mesa, ponla a hornear.

(ٹیبل پر کپ کیکس کا بیٹر بنا پڑا ہے، اُسے بیک کرنے کے لیے رکھ دو۔) وہ اُس ملازمہ کو حکم دیتا کچن سے باہر نکل گیا۔

"حد کرتے ہیں آپ دیکھا اُس ملازمہ نے ہمیں ایسے دیکھ لیا، اگر کسی اور نے دیکھ لیا تو؟ اب اُتار دیں مجھے نیچے" وہ مصطفیٰ کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی نما آواز میں بولی۔ اُسے واقعی میں شرم محسوس ہو رہی تھی۔

مجھے سیڈ... "اسکی بات کا جواب دیے بغیر وہ اپنے کہنے لگا۔"

"چُپ شششش، کیا کروں میں آپ کا" مصطفیٰ کیا بولنے والا تھا وہ جانتی تھی اِس لیے فورن اُسے آنکھیں دِکھا کر چُپ کروا گئی۔

پیار کرو" وہ گھمبیر لہجے میں عائرہ کے کان کے قریب ہو کر بولتا اُسکے کان کی لَو "
کو اپنے لبوں سے چھو گیا۔

ہاں میں تو جیسے نہیں کرتی نا؟" عائرہ نے اُسے گھورتے ہوئے بولا۔ جواب "
سیڑھیوں کے پاس آ گئے تھے۔

ویسے تو نہیں کرتی جیسے حنان کو کر رہی تھی" شکوہ کیا گیا، عائرہ اُسکی بات سُن "
کر شرارتی نظروں سے اُسے دیکھنے لگی، یعنی کے وہ جیلس ہوا تھا۔

تو کوئی جل رہا تھا؟" وہ اپنی ہنسی دبائے بولی۔ "

زیادہ اُلٹا سوچنے کی ضرورت نہیں بیگم، کیونکہ تم میری ہو، اور میں جو "
چاہوں، جب چاہوں، جس طرح سے چاہوں، تمہیں بے انتہا پیار کر سکتا ہوں،
سمجھی " وہ اُسکی گردن میں مُنہ چھپائے بولتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

اور اُسے ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو، ہاں کیا بول رہی تھی؟ وہ نفی میں سر ہلائے اُسکے چہرا اپنے ہاتھ سے دوسری طرف کر کے اُسکے سینے میں سر چھپا گئی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

میں تو سارا سارا دِن اِس گھر میں بور ہو جایا کرتی تھی، اچھا ہے آپ لوگ "
آ گئے" وہ دونوں لائبریری میں تھیں، عائرہ ٹیبل پر بیٹھی کتاب پڑھتے ہوئے
فاریہ سے بولی۔ مصطفیٰ نے بہت مشکل سے اُسے کچھ دیر پہلے کمرے سے نکلنے
دیا تھا وہ بھی اِس شرط پر کے وہ رات کو بیٹھ کر فاریہ کے ساتھ دیر تک باتیں
نہیں کرے گی، جس پر عائرہ نے اُسکی یہ شرط مان لی تھی، کیونکہ وہ بلکل نہیں
چاہتی تھی کے فاریہ اُسے چھیڑے، اگر وہ اتنی دیر کمرے میں بیٹھی رہی، ظاہر تھا
فاریہ اور فارس مہمان تھے اور مصطفیٰ نے اُسے کمرے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

فاریہ سامنے بنے شیلف میں سے کوئی کتاب ڈھونڈ رہی تھی، جب عائرہ کی بات
پر پلٹ کر اُسے دیکھ کر اُسکی ساتھ والی کُرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔

تم جانتی تو ہو عائرہ، جو حالات چل رہے ہیں فارس بِلکل مصطفیٰ کو اکیلا "
چھوڑنے کے لیے راضی نہیں تھا، اُس نے مجھے بھی نہیں بتایا کے ہم جا رہے

ہیں، بس پلین تیار کروایا اور آگئے، اگر وہ مصطفیٰ سے پوچھتا تو وہ یقیناً منع کر دیتا"۔

"....میں کبھی کبھی بہت ڈر جاتی ہوں فاریہ بھابھی، اگر انہیں کچھ "

"اُوہو یار کچھ نہیں ہوگا تمہارے شوہر کو، ڈرامت کرو، اب تم ایک ایسی فیملی میں ہو جِن کی زندگیاں ہر وقت خطروں سے بھری پڑی ہیں، میرے بابا خود ایک مافیا تھے، انکی ڈیتھ کے بعد فارس مجھے اِٹلی لے گیا اور حنان کے پیدا ہونے کے بعد اِن کاموں سے دُور ہو گیا، مصطفیٰ اکیلا تھا، اور جو کچھ وہ اپنی پُرانی زندگی میں دیکھ کر آیا ہے اُن چیزوں نے اُسے توڑ کر رکھ دیا تھا، اُس نے اِن سب چیزوں میں خود کو گم کر لیا، اُس نے تو ہم سے یہ تک کہا تھا کے وہ کبھی شادی نہیں کرے گا، پھر اسکی زندگی میں تم آئی" فاریہ نے عائرہ کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر نرم مسکراہٹ سے اُسے دیکھا جو فاریہ کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہم سب ہیں تمہارے ساتھ، تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

خیر چھوڑو اِن باتوں کو، یہ کیا ہوا ہے تمہارے؟" وہ اُسکی گردن سے بال ہٹا کے وہاں بنے نشان کو دیکھ کر بولی۔ جسے سُن کر عائرہ کا چہرا ایسے ہو گیا تھا جیسے اُسکے چہرے پر کسی نے لال رنگ لگا دیا ہو، وہ شرم سے سرخ ہوتی کرُسی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ وہ.... مچھر، مچھر نے کاٹا تھا، اِسے چھوڑیں میں آپ کو اچھی سی بُک دیتی ہوں ایک"

URDUNovelians

اُسکی بات سُن کر فاریہ چہرا جُھکا کر مسکرائی، فاریہ کو سچ میں لگا تھا کے عائرہ کو کوئی زخم ہوا ہے کیونکہ وہ نشان بہت لال تھا، پر عائرہ کے ریکشن سے اُسے پتہ لگ گیا کے یہ کیا تھا اِس لیے وہ خاموش ہو کر اُسکی بات پر ہاں میں سر ہلا گئی۔

"ہاں... کوئی ناول دینا مجھے" اُسکے کہنے پر عائرہ نے ایک اچھا سا اِنگلش ناول نکال کر اُسے پکڑا دیا۔

"میں آتی ہوں بھابھی، وہ میڈ کو کچھ ڈریسز پریس کرنے کو بتانے ہیں، آپ پڑھیں، میں آتی ہوں۔" وہ ٹیبل پر بکھری کتابوں کر سمیٹتے ہوئے نظریں نیچے کیے بول رہی تھی، جیسے وہ فاریہ کی آنکھوں میں نا دیکھنا چاہتی ہو۔ پر فاریہ سب نوٹ کر چکی تھی پھر بھی کچھ نا بولی، اور اُسے مسکرا کر جانے کا کہنے لگی۔ عائرہ کے جانے کے بعد وہ سنجیدگی سے دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے وہ ابھی ابھی نکلی تھی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

ہوا کی زد پہ بھی دو

دو خاک چراغ روشن ہیں۔

وہ کمرے سے نکل رہی تھی جب اُسکی زور سے کسی سے ٹکرائی، وہ اپنا سر پکڑ کر دبانے لگی، اُسے لگا جیسے اُسکا سر کسی چٹان سے ٹکرا گیا ہو۔ عائرہ نے نظریں اُٹھا کر دیکھا تو مصطفیٰ اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا اُسکا جائزہ لے رہا تھا، یا ایسے کہہ سکتے تھے کے وہ عائرہ کو سکین کر رہا تھا۔ اُسے اپنے سامنے دیکھ کر وہ اپنے دونوں ہاتھ فورن سے کوٹ کی جیب میں ڈال گئی۔

آپ... یہاں کیا کر رہے ؟" وہ ہکلاتے ہکلتے بمشکل بولی۔"

بزنس میٹنگ کے سلسلے میں آیا ہوں" اپنے ہاتھوں کو کمر کے پیچھے باندھے وہ" عائرہ کے اِرد گِرد چکر لگانے لگا۔ اُسکا جواب سُن کر عائرہ نے اُسے گھور کر دیکھا، وہ اور اُس کے اُلٹے جواب، پر اِس بار وہ کچھ نا بولی، شاید اُسکا دھیان کہیں اور تھا۔ جو بات مصطفیٰ کی بھی نظروں سے دور نا رہ سکی۔

میں وہ، میرا لیکچر نہیں مِل رہا تھا، میں.... وہ لینے آئی تھی بس" وہ نروس سی" ہو کر اپنے بال کانوں کے پیچھے اڑسنے لگی۔

میں نے کچھ نہیں پوچھا بٹر فلائی، تمہارا جو دِل کرتا ہے تم کرو کوئی تمہیں نہیں " روکے گا" وہ اُسکے قریب آتا اُسکے ہونٹوں کے اُوپر موجود تِل پر بوسہ دے گیا، جا سے وہ مصطفیٰ کی شرٹ کے بازو تھام گئی۔

کھانا تیار ہو گیا ہو گا، میں دیکھ آتی ہوں" وہ اُس سے دور ہوتی فورن سے سائیڈ " سے نکل کر سڑھیوں سے نیچھے اُترنے لگی، جب تک وہ نیچھے نہیں اُتر گئی اُسکی نظریں مسلسل عائرہ کے وجود پر ٹکی ہوئی تھیں۔

♥□♥□♥□♥□♥□

اب تو کافی بہتر ہے آپ کی طبیعت آنٹی" عائرہ اور فاریہ عافیہ بیگم کے ساتھ " ہی بیٹھی تھیں، جب وہ اُنکا بخار چیک کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں بیٹا اب اچھا محسوس ہو رہا ہے مجھے، آپ کیسے ہو بچے فارس بیٹا کیسا ہے؟ معاف کرنا کل طبیعت کی وجہ سے آنکھ ہی نہیں کھلی رات کے کھانے پر اِس لیے ملاقات ہی نہیں ہو سکی" وہ فاریہ کے سر پر پیار کرتیں شفقت بھرے لہجے میں بولی۔

"ارے نہیں نہیں آنٹی معافی والی کونسی بات ہے، ہم تو یہیں پر ہیں ابھی، کچھ نہیں ہوتا، آپ اپنا خیال رکھا کریں بس" اُس نے بھی بہت پیار سے کہا۔

"فاریہ یار اِسے پکڑوں" وہ فاریہ کو ڈھونتے ڈھونتے عافیہ بیگم کے کمرے میں آگیا پر وہاں اُن دونوں کو موجود دیکھ کر وہ بیڈ پر بیٹھی عافیہ بیگم کر دیکھنے لگا۔

"اسلام و علیکم آنٹی"

"وعلیکم اسلام بیٹا کیسے ہو؟ وہ اُسے اپنے پاس آنے کا اِشارہ کر کے بولیں، وہ فارس کو بہت سال بعد دیکھ رہی تھیں۔

"یہ تم دونوں بیٹا ہے، کتنا پیارا ہے ماشااللہ، ماں صدقے جائے" وہ فارس کی گود سے حنان کو لیتے ہوئے فارس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار کرتے ہوئے بولی۔ فارس کچھ دیر بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا، فاریہ اور عائرہ ابھی بھی وہیں بیٹھی تھیں۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"مطلب وہ پین ڈرائیو کے لیے یہ سب کر رہا ہے، آئی نیواِٹ کیونکہ اُس پین ڈرائیو میں اُسکے بھی کالے چٹھے ہونگے۔ جسے وہ چھیننا چاہتا ہے، تاکہ اُسکے خلاف کوئی ثبوت نا رہے۔"

"واہ! بہت نئی باتیں بتائیں ہیں مجھے تو نے، کھڑے ہو کر تالیاں بجاؤ؟" فارس کی بات سُن کر مصطفیٰ نے اُسے اکتائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر بولا، اور اپنی کُرسی سے کھڑا ہو کر سائڈ پر پڑے ٹیبل سے سگار اُٹھا کر جلاتے ہوئے کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

"...پر مجھے لگتا ہے وہ"

URDUNovelians

ہاں.... وہ آئے گا، پر یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا" مصطفیٰ نے چہرا موڑ کر اُسے دیکھا، اُسکی آنکھوں میں جلتی آگ کو وہ اچھے سے دیکھ رہا تھا، جو سب کچھ جلا کر بھسم کرنے والی تھی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"پلیننگ مکمل ہو چکی ہے الیکس، اب بس سہی وقت کا انتظار ہے" کارلوس اپنے سامنے پڑے ٹیبل پر نظریں جمائے الیکس کو بولا، جو اپنی بڑی سے بھڑ ہیے کے سر سر والی کُرسی پر بیٹھا اُسے سُن رہا تھا، اُس نے اپنے ٹیبل پر لگی بیل پر ہاتھ رکھ کر اُسے بجایا تو وہ آدمی اگلے ہی لمحے بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا جو الیکس کو ہر خبر دیتا تھا۔

جی سر، میرے لیے کیا کام ہے؟" وہ ہاتھ باندھ کر مودبانہ انداز میں بولا۔ "
الیکس اُسے دیکھنے لگا۔

یہی، کے تمہیں اُس مصطفیٰ کے رائٹ ہینڈ کو موت کی نیند سُلانا ہو گا، جو تمہارا" واحد کام ہے، باقی ہم دونوں بھائی دیکھ لیں گے" وہ اپنے سامنے کھڑے شخص سے بولا، جو اُسکی بات سُن کر حیرانگی سے چہرا اُٹھائے اُسے دیکھنے لگا، پر اگلے ہی پَل ایک کمینی سی مُسکراہٹ اُسکے چہرے پر آئی۔ کچھ پَل پہلے وہ سوچ رہا تھا کے یہ وہ کیسے کرے گا؟ کیونکہ یہ بہت مشکل کام تھا، پر پھر اُس نے سوچا کے کیوں نہیں؟ اگر اُس کا باس اُس مصطفیٰ کی جان لینے والا تھا، تو وہ اُسکے خاص آدمی کی جان تو لے ہی سکتا تھا۔

♥ □ ♥ □ ♥ □ ♥ □ ♥ □

سارا مال آ چکا ہے سر، اور جن جن لوگوں کو مال پہنچھانا تھا وہ پہنچ چکا ہے، بٹ "

" سر آپ نے اور مال آنے سے منع کیوں کر دیا، وہ کافی منافع والا تھا

جارڈن اُسکے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بول رہے تھا، جو اپنے گھر کے پیچھے بنی زمین پر اُسکے ساتھ چل رہا تھا جسے اُس نے کچھ دِن پہلے خریدنے کا سوچا تھا۔

"..... تمہیں پتہ چل جائے گا جارڈن، خیر مجھے اِس طرح کی ہی زمین "

فارس جو دُور سے چلتا ہوا آ رہا تھا، مصطفیٰ کو جارڈن کے ساتھ بات کرتا دیکھ کر اُنکے قریب آیا۔

وہ جارڈن کو بولتے ہوئے سمجھا رہا تھا، جب بولتے بولتے اسکی نظر فارس پر پڑی جو انکی طرف آتے ہوئے نظر آیا۔ مصطفیٰ نے اُسے جو سمجھانا تھا وہ اچھے سے سمجھا چُکا تھا۔

جی سر، کام ہو جائے گا" اسکی بات پر مصطفیٰ نے ہاں میں سَر ہلا کر اُسے جانے کا کہا۔

"کیا کہہ رہا تھا یہ ؟اور تو یہاں کیا کر رہا کے ہیں ؟اِتنی ٹھنڈ میں، افففف" وہ اپنی پھولی ہوئی سانس سے مصطفیٰ کو دیکھتے ہوئے اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھک کر سانس لینے لگا۔

بوڑھا ہو رہا ہے تو" اسکی بات سُن کر فارس نے جھٹکے سے سَر اُٹھایا۔"

بڈھا ہو گا تیرا باپ، بڑا آیا" وہ اُسے گھور کر بولا، جواب اپنا سگار جلا رہا تھا۔"

زندہ ہوتا تو بڈھا ہوتا" سگار کا دھواں ہوا میں اڑا کر وہ اُسے ایک نظر دیکھ کر" بے نیازی سے بولتا اپنی نظریں اِدھر اُدھر دوڑانے گا۔

تیس کا تو بھی ہو گیا ہے، پہلے کہتا تھا میں شادی نہیں کروں گا، اور اب جب کی" تو ایک بچی سے کر لی، ذرا تو دیکھ لیتا ہے، " وہ اپنے گھٹنوں سے ہاتھ ہٹا کر سیدھا ہو کے کھڑا ہو گیا۔

وہ بچی اب میرے بچے پیدا کرے گی" وہ بے نیازی سے بولتا سامنے دیکھ رہا" تھا۔

"....بے ہودا انسان کہیں کا، خیر انکل کی کال آئی تھی وہ کہہ رہے تھے کے"

کل مِلنے آجانا، جانا ہی ہے ہم نے، اور یہ میرا فیصلہ تھا اُن سے مِلنے جانے کا، یہ" مت سوچنا کے اُنکے کہنے پر اُنکی بات سُن کر جارہا ہوں، میں صرف اپنی سُنتا ہوں اور کسی کی نہیں۔"

جانتا ہُوں جناب ڈھیٹ صاحب، آپ صرف اپنی سُنتے ہیں یہ مجھ سے بہتر" کون جان سکتا ہے" فارس اُسکے آگے ہاتھ جوڑ کر بولا، جس پر مصطفیٰ نے آئیبرو اُچکا کر اُسے دیکھا۔

ہم، گُڈ، اچھا نام ہے"وہ اُسکے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے اب گھر کی طرف" چل دیا، فارس بھی نفی میں سر ہلائے اُسکے پیچھے آگیا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"آج کل ہاں یہ والی لگائیں، آپ کو پتہ ہے مجھے تو شارُخ خان بہت پسند ہے، آج کل کے ہیرو تو کہہ دیتے کے ہم سے کوئی ڈانس وغیرہ مت کروانا اور اُسے دیکھو 58 کا ہو کے بھی اِتنی انرجی سے سارے گانوں پر ڈانس کرلیتا ہے۔" وہ بولتے بولتے پاپکارن کا باؤل اُٹھا کر اُس میں سے پاپکارن کھانے لگی، اُسکی باتیں سُن کر فاریہ ساتھ بیٹھی مسکراتے ہوئے چاکلیٹ کا پیکٹ کھول رہی تھی۔

"ہاں اچھا تو بہت ہے، اور آج کل کوئی ہیرو جیسا لگتا بھی نہیں ہے" فاریہ نے کہا۔

"میں آواز تھوڑی آہستہ کردیتی وہ سو رہا ہے نا، اچھی فلم ہے یہ دیکھیں" عائرہ بیڈ پر سوئے حنان کو دیکھتے ہوئے بولی، عائرہ کو اُسکا خیال کرتا دیکھ کر فاریہ

مسکرادی، کتنی اچھی لڑکی تھی وہ۔ وہ دونوں اب آپس میں باتیں کرتے کرتے فلم دیکھ رہی تھیں۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"کیا سوچ رہا ہے؟" وہ دونوں سٹڈی روم میں بیٹھے ہوئے تھے، مصطفیٰ سگار پیتے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوبا، آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا جب فارس نے اُس سے پوچھا کو وہیں پر بیٹھا کوئی ڈاکیومنٹس پڑھ رہا تھا۔

"میں عائرہ کا کھونا نہیں چاہتا" وہ جو ڈر اپنے دِل میں چھپائے بیٹھا تھا، فارس کے ایک بار پوچھنے پر اُسے بتا گیا۔ اُسکے ڈر کو سُنتے فارس کچھ دیر مصطفیٰ کے چہرے کو

دیکھتا رہا، پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل کو ٹیبل پر رکھ کر اُسکے پاس آکر اپنے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہو گیا۔

"تو اُسے کچھ نہیں ہونے دے گا یہ بات میں بہت اچھے سے جانتا ہوں، تیرے بچپن کا دوست ہوں میں تیرے اندر کے جتنے بھی ڈر ہے تو مجھ سے کہے نا کہے میں سب جانتا ہُوں، اور یہ بھی جانتا ہوں کے تو اپنی محبت کو کچھ نہیں ہونے دے گا" وہ بول رہا تھا اور مصطفیٰ اُسکی ساری بات سُن کر اب چہرا اُٹھا کر اُسے دیکھنے لگا۔

"ہم، میرے والی سمجھداری تجھ میں بھی آگئی ہے، ویری گُڈ، شاباش" وہ فارس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے صوفے سے کھڑا ہو گیا۔ فارس کو بس اُسے گھور رہا تھا، ابھی کیسا دیو داس بنا ہوا تھا اور اب دیکھو ذرا۔

بیویاں ہماری اکٹھے بیٹھے فلمیں دیکھ رہی ہے، تو چل میرے ساتھ نیچھے "

اب" فارس کمرے سے باہر نکل کر اُسکے پیچھے پیچھے آتا ہوا بولنے لگا، عائرہ فاریہ کے ساتھ فلم دیکھ رہی تھی یہ بات اُسکے مُنہ سے سُن کر وہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے چہرا موڑ کر اُوپر اُنکے بند کمرے کا دروازہ دیکھنے لگا۔ اُسنے جو صبح شرط منوائی تھی عائرہ سے مطلب میڈم بھول گئی ہیں، اور تو اور مصطفیٰ کو بتایا بھی نہیں، ہاں اگر بتا دیتی تو وہ اُسے اجازت تھوڑی دیتا، خود ہی اپنے سوال کا جواب سوچ وہ اب فارس کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھ کر ٹی وی آن کر لیا تھا۔ اپنی بیوی کا علاج وہ تھوڑی دیر بعد کرنے والا تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

رات کے بارہ بج چکے تھے وہ اور فارس کافی دیر سے بیٹھے آپس میں بات کرتے رہے، پر وہ بھی اب نیند میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے حنان کو اپنے سینے پر لٹائے اُسے تھپک رہا تھا۔ مصطفیٰ نے ٹی وی بند کر کے رموٹ سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

جنگلی انسان اُوپر جا کے سو، یہاں مت سو جائی" وہ اُسے کندھے سے ہلا کر بولا۔ "

ہا.. ہاں، اُٹھ رہا ہوں یار، رُک میں پانی پی آؤں کچن سے " وہ صوفے سے اُٹھ " کر حنان کو گود میں لیے کچن کی طرف جاتے ہوئے بولا، مصطفیٰ اُسکی بات سن کر ہاں میں سر ہلائے اُوپر کی طرف بڑھ گیا، وہ کتنی دیر سے اُوپر بیٹھی تھی اور ابھی تک نیچے نہیں آئی تھی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

اُس نے کمرے کا دروازہ ناک کیا، پھر دھکیل دیا۔ وہ صوفے پر بیٹھی کوئی اور فلم لگانے کے لیے سرچ کر رہی تھی، فاریہ شاید واشروم میں تھی، عائرہ کو وہاں بیٹھے دوسری فلم لگاتا دیکھ کر مصطفیٰ کی پیشانی پر بَل آئے۔

چلو بس بہت فلمیں دیکھ لیں" وہ عائرہ کے پاس آئے اُس کے سر پر کھڑے " ہو کر اُس کے ہاتھ سے رموٹ لے کر صوفے پر پھینک کر بولا۔

بس ایک اور، پھر پکا آجاؤنگی" وہ ایک دَم اُسکی موجودگی سے چونک گئی، پر پھر " مصطفیٰ کو التجائی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ وہ اُسکے بات سُن کر آرام سے اُسکے پاس آتا ایک جھٹکے میں اُسے گود میں اُٹھا چُکا تھا۔ مطلب اُسکی بات کو کسی کھاتے میں ہی نہیں لیا گیا تھا۔

کیا کر رہے ہیں، فارس بھائی باہر ہونگے وہ دیکھ لیں گے پلیز اُتار دیں، کیوں " مجھے گود میں اٹھاتے رہتے ہیں آپ " وہ مصطفیٰ کی گود میں موجود اُوپر ریلنگ سے نیچے دیکھتے ہوئے بولی، کہیں فارس اُوپر نا آرہا ہو۔

چُپ " وہ اُسے گھورتے ہوئے بولا، جسے سُن کر وہ فورن سے چُپ ہو گئی۔ "
کمرے کے اندر آنے کے بعد وہ دروازے کو پاؤں سے بند کر چُکا تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

آپ مجھے سونے کے لیے اٹھا کر لے آئیں ہیں، میرا دِل نہیں کر رہا سونے کا" "
وہ لا کر اُسے بیڈ پر بیٹھا چُکا تھا۔

تو نا سو میری جان، اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر فلم دیکھو" وہ بھی اپنی شرٹ" اُتار کر صوفے پر پھینک کر اپنی مضبوط کلائی سے گھڑی اُتارتے ہوئے بولا۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ" وہ اُسے پھر سے اِتنی ٹھنڈ میں شرٹ اُتارتا دیکھ کر" بولی۔

کچھ نہیں بس تمہیں دیکھا رہا ہوں کے تمہارا شوہر کتنا ہینڈسم ہے" اُسکی بات" سُن کر وہ نفی میں سر ہِلا گئی، جیسے کہہ رہی ہو ہاں ہاں مجھے پتہ ہے۔

آپ دیکھیں گے میرے ساتھ فلم؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے مصطفیٰ کو دیکھتے" ہوئے پوچھ رہی تھی۔ اُسے لگا شاید وہ ایسے ہی بول رہا تھا۔

آپ حکم کریں بس، سب کچھ دیکھ لیں گے ہم" وہ عائرہ کو سر تا پیر بہکی " نگاہوں سے دیکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔

ہاں حکم تو میرا ہی چلتا ہے" وہ اِترا کر بولی اور مصطفیٰ کو شرارت اور محبت بھری " نظروں سے دیکھنے لگی۔

کیا اِرادے ہیں بیگم ؟" وہ اُسکے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑیستے ہوئے گھمبیر " لہجے میں بولا۔

اِن نظروں سے گھائل کرنے کے ارادے ہیں، کیوں آپ کو اعتراض ہے " کوئی؟" وہ آئیبر واُچکا کر بولتی مصطفیٰ کو دیکھنے لگی۔

ہمیں آپ کی کسی بات سے اعتراض نہیں ہو سکتا جانم "اُسکی نظریں ایک جگہ " پر ٹکی دیکھ عائرہ شرما کر اُسکا چہرا اپنے ہاتھ سے دوسری طرف کر دیا۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے سائڈ ٹیبل سے ٹی وی کا رموٹ اُٹھانے لگا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

وہ کب سے بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے، اور اب اُسے نیند آرہی تھی پر مصطفیٰ تو پوری فلم بڑے غور سے دیکھ رہا تھا، اُس نے مصطفیٰ کے سینے سے چہرا اُٹھا کر ٹی وی کی طرف نظریں کی تو وہاں ایک ہیروئین کا آئٹم سونگ چل رہا تھا، عائرہ نے مصطفیٰ کی طرف نظریں کی تو وہ وہیں دیکھ رہا تھا، وہ اُسے گھورنے لگی۔

یہ کیا دیکھ رہے ہیں، بند کریں اِسے " وہ غصّے سے بولتی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ "

کیا" وہ ایک دَم سے اُسے غصّہ کرتا دیکھ حیرانگی سے عائرہ کو دیکھ کر بولا۔ "

یہ، یہ بے شرم لڑکی کا ڈانس آپ کو پسند ہے جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہیں" اُسکی بات سُن مصطفیٰ کو ہنسی آئی جو وہ بہت کمال طریقے سے چھپا گیا۔ "

میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھوں تو تمہیں بُرا لگتا ہے" وہ ایک ہی جھٹکے میں اُسے اپنے قریب کرتا عائرہ کو لپیٹا کر اُس کے قریب ہو کے عائرہ کے بال کانوں کے پیچھے اڑیستے ہوئے پوچھنے لگا۔ "

ہاں" وہ منہ بنا کر کہتی بہت پیاری لگی، اُس نے انکار نہیں کیا تھا جو بات مصطفیٰ کو بہت اچھی لگی۔ "

"تو تمہیں اگر لگتا ہے کے میں اُس لڑکی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا تو کیا کرو گی؟"

"تو میں آپکی آنکھیں نکال کر چیل کوّوں کو کھِلا دونگی" وہ زخمی شیرنی کی طرح مصطفیٰ کے بال پکڑ کر اپنے طرف کھینچ کر بولی۔

"آئی لائیک اِٹ" وہ آئیبر واُچکائے اُسکے ہمت کی داد دیتے ہوئے بولا۔ وہ کبھی بھی عائرہ کو جلانے کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا نا ہی وہ کسی لڑکی کو دیکھ رہا تھا اُس گانے کے درمیان ہیرو کوئی مسٹری سُلجھا رہا تھا مصطفیٰ وہ دیکھ رہا تھا پر عائرہ کی نظر صرف اُس ہیروئین پر گئی۔

"میری جنگلی بِلی، آئندہ ایسا کبھی مت سوچنا کے میں تمہارے علاوہ کسی کو دیکھ بھی سکتا ہوں، یہ ممکن نہیں ہے، میں عام آدمیوں کی طرح نہیں ہوں جو اپنی

بیویوں کے ساتھ دوسری شادی کی بات مذاق میں بھی کرتے ہیں، اور ہاں اگر میں کسی کے بارے میں سوچنا بھی حرام سمجھتا ہوں تو تمہیں بھی کوئی حق نہیں کے کسی کے بارے میں سوچو، اور یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھا لو، ورنہ دماغ کھول کے اندر فِٹ کر دوں گا "

اُسکے بولنے پر عائرہ حیران نظروں سے اُسے دیکھنے لگی، اُس نے کب کسی کو پسند کیا؟

"...پر میں نے کب"

ششش، آواز نہیں ورنہ اُس شارُخ خان کے چیتھڑے اڑا دوں گا" وہ عائرہ" کے قریب ہوتا اُسکی خوشبو اپنے اندر اُتارتا اُسکی گردن کو چوم گیا۔ جو اُسکے بات سُنے اب اپنی ہنسی دبا رہی تھی، مطلب اُسے پتہ لگ گیا تھا کے عائرہ نے شارخ

خان کی بات کی تھی۔اُسے کیسے پتہ لگا تھا؟عائرہ کو نہیں جاننا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی مصطفیٰ کو سب پتہ ہوتا ہے۔

وہ مصطفیٰ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی آنکھیں موند گئی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

تمہیں یقین ہے کے وہی آدمی ہے جو مصطفیٰ کے خلاف کام کر رہا ہے" حشام صاحب اپنے آفس روم میں بیٹھے تھے جب اُنکا سیکرٹری اندر آیا اور اُنکی مانگی گئی معلومات انہیں دینے لگا، اور ایک آدمی کی تصویر وہ ٹیبل پر رکھ کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حشام صاحب نے اپنے سیکرٹری کو مصطفیٰ کی حفاظت کے لیے رکھا ہوا تھا اور انہیں لگتا تھا مصطفیٰ کو اِس بات کا نہیں پتہ۔

جی سر یہی ہے وہی آدمی ہے" انکے سیکرٹری نے جواب دیا۔ وہ ابھی بات کر" ہی رہے تھے جب باہر گاڑیوں کے رُکنے کی آواز آئی۔ وہ جانتے تھے کون آیا ہے تبھی اپنی کُرسی سے اُٹھ کر سیکرٹری کو اپنے ساتھ آنے کا کہتے کمرے سے نکل گئے۔

♥□♥□♥□♥□♥□

وہ گاڑی سے اترا تو ایک باڈی گارڈ نے مصطفیٰ کی گَن اُسکے ہاتھ میں پکڑائی جو وہ اپنی پینٹ کے پیچھے اڑلیس کر رکھ چُکا تھا۔ وہ نیوی بِلو شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس رَف سے ہلیے میں بھی بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

فارس اُسے گَن پکڑ کر رکھتے ہوئے دیکھ کر نفی میں سر ہلا گیا۔

وہ دونوں چلتے ہوئے گھر کے مرکزی گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو بہت سے گاڈز اندر بھی موجود تھے، وہ اندر آئے تو حشام صاحب وہیں لاؤنج میں کھڑے اُن کا انتظار کر رہے تھے۔

اسلام وعلیکم، کیسے ہیں آپ انکل ؟" فارس اُن سے گلے ملتے ہوئے بولا۔ "

اتنے عرصے بعد شکل دیکھانے کے بعد پوچھوگے تو کیا جواب ملے گا " برخوردار؟" سلام کا جواب دے کر وہ فارس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے تھوڑا خفا ہو کر بولے۔

ایسی بات نہیں ہے انکل بس کام کی وجہ سے..." وہ تھوڑا سا شرمندہ ہوتے " ہوئے بولنے لگا۔

کام کی وجہ سے بھول گئے؟" وہ فارس کو دیکھتے ہوئے اسکی بات پوری کر گئے۔"

پیار محبت ختم ہو گیا ہو تو کچھ ضروری باتیں کر لیں؟" مصطفیٰ کی بات پر فارس" نے چہرا موڑ کر اسکی طرف دیکھا جبکہ حشام صاحب نے مسکرا کر چہرا جھکا لیا۔ وہ دونوں حشام صاحب کے ساتھ اُنکے سٹڈی روم کی طرف بڑھ گئے۔

♥□♥□♥□♥□♥□

اِسکا پیمپر میں چینج کروں؟" فاریہ جو حنان کے بیگ میں سے اُسکا پیمپر نکال" رہی تھی عائرہ نے اُسے دیکھ کر بولا۔

ہاں ہاں، یہ لو" فاریہ نے پیمپر اُسکے ہاتھ میں پکڑا دیا۔"

چچی کی جان، اِتنا پیارا بے بی ہے، میرا گُڈا" وہ بہت پیار سے اُسے بہلاتے " ہوئے پیمپر لگانے لگی، اچھے سے پاؤڈر لگانے کے بعد اب وہ پیمپر بند کر رہی تھی، فاریہ اُسے دیکھتے ہوئے مسکرا گئی۔

وہ حنان کو گود میں اُٹھا کر فاریہ کو پکڑا کے جا کر صوفے پر بیٹھنے لگی جب اُسے بہت شدید قسم کا چکر آیا جس کی وجہ سے وہ ایک دَم سے بیڈ پر گِرنے کے انداز میں بیٹھی۔

عائرہ، تم ٹھیک تو ہو" فاریہ پریشانی سے فورن اُسکے پاس آئی۔ "

"جی... پتہ نہیں چکر آ گیا ایک دم سے۔"

"کچھ کھایا تھا تم نے، ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا تھا تم نے، کیوں نہیں کیا تھا ناشتہ؟" وہ اُسے بیڈ پر آرام سے لیٹاتے ہوئے بولی۔

"کچھ دِل ہی نہیں کر رہا تھا کھانے کا، عجیب سی ہو رہی طبیعت، کیا کہوں اب میں، شاید اِسی وجہ سے ہوا ہے۔"

"تم چلو اِدھر لیٹو یہاں پر، آرام کرو، ملازمہ سے کہہ کر کچھ کھانے کے لیے بنواتی ہوں میں۔"

"آپ مہمان ہیں بھابھی، میں کھالوں گی خود سے، آپ فکر نا کریں میں ٹھیک ہُوں" وہ فاریہ کی بات سُن کر دوبارہ سے بیڈ سے اُٹھنے لگی۔

"حد ہے تمہاری عائرہ، تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک چکر آرہے ہیں تمہیں اور تم کہہ رہی ہوں خود سے کرلوں گی، چُپ کر کے لیٹی رہو اِدھر ہی"

"میں ملازمہ کو کہتی ہوں، کچھ ہلکا پھلکہ کھانے کو بنائے تمہارے لیے، آنٹی کا کھانا بھی بنوانا تھا نا ابھی تم نے، اور میں کون سا خود بنانے جارہی ہوں، بس ملازمہ کو کہنا ہے، تم بس آرام کرو" وہ اُسے پیار سے کہتی عائرہ پر کمفرٹر دے کے کمرے سے باہر چلی گئی۔ عائرہ کو پتہ نہیں کیوں بہت زیادہ نیند آرہی تھی، وہ بھی ساری سوچیں دماغ سے نکالے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"تم جانتے تھے یہ سب پھر بھی تم نے اُس آدمی کو اِتنی ڈھیل دی" حشام صاحب کا غصّہ کسی قیمت پر کم نہیں ہو رہا تھا۔

مجھے کس کو کتنی ڈھیل دینی چاہیے اور اپنا کام کس طریقے سے کرنا ہے کوئی " مجھے نہیں بتائے گا " سگار کا دھواں ہوا میں اڑائے وہ کھڑکی سے باہر لان پر نظریں جمائے بولا، فارس نے حشام صاحب کو دیکھا جو اُسے غصّے سے گھور رہے تھے۔ معاملہ اب سنجیدہ ہوتا جا رہا تھا۔

الیکس کیا کرنے والا ہے یہ صرف یہی کمینہ جانتا ہے ہے انکل اور یہ نہیں بتا " رہا۔ " اب کی بار فارس نے کہا، وہ مصطفیٰ سے پوچھ پوچھ کر تھک گیا تھا کے الیکس کیا کرنے والا ہے پر مصطفیٰ نے اُسے کچھ نہیں بتایا تھا، مصطفیٰ کا کہنے تھا کے وہ اُسے بتا کر میکسیکو نہیں آیا، جس وجہ سے اب وہ بھی اُسے کچھ نہیں بتانے والا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کے اُس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

" .... مصطفیٰ اب تم حد کر رہے ہو، میں کہتا ہوں کے ابھی اِسی وقت ہمیں "

وہ بول ہی رہے تھے جب مصطفیٰ کی جیب میں پڑا اُسکا فون بجا۔ اُس نے چونک کر اپنی جیب میں سے فون نکال کر دیکھا تو کوئی انون نمبر سے کال آرہی تھی، دو پَل دیکھنے کے بعد وہ فون کان سے لگا چکا تھا۔

اپنی بیوی بچانا چاہتا ہے تو بچا کر دیکھا دے" فون اُٹھاتے ہی دوسری طرف" سے یہ کہا گیا۔ جسے سُن کر وہ مُسکرایا۔

اچھا؟ تو، تُو ہاتھ لگا کر دیکھا دے اُنہیں" اُسکے اِتنے اطمینان بھرے جواب پر" فارس نے مصطفیٰ کو دیکھا وہ اِتنا پُرسکون کیوں تھا؟

حشام صاحب اُسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی، وہ اِتنا ریلیکس کیوں تھا، پر اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے نکلا تھا، وہ دونوں بھی اُسکے پیچھے باہر آئے۔

آپ پیچھے مت آیئے گا" وہ انہیں فارس کے ساتھ باہر آتا دیکھ کر بولا۔ جس " سے اُنکے قدم وہیں پر رُک گئے۔ وہ دونوں بھاگتے ہوئے وہاں سے نکلے تھے، اُن کے نکلنے کے بعد حشام صاحب نے اپنے ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا جو انکی بات سُن کر اُس پر عمل کرنے لگا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

باہر ہوتے شور سے اسکی آنکھ کھلی۔

بھابی" فاریہ جو صوفے پر بیٹھی بیٹھی سو گئی تھی عائرہ کی پکار سے اُٹھی۔ "

ہاں... کیا ہوا" وہ اپنے آنکھیں ملتے ہوئے عائرہ کو دیکھنے لگی، جو بیڈ پر ہی "
بیٹھی تھی۔

یہ شور کہاں سے آرہا ہے" یہ کہتے ہوئے وہ بیڈ سے اُٹھ کر کمرے کی کھڑکی کی "
طرف گئی اور پردے کو ذرا سا ہٹا کر باہر دیکھنے لگی، پر باہر کا منظر دیکھ اسکی
آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی، وہ پتہ نہیں کون لوگ تھے؟ باہر ساری سیکیورٹی کو
مارا جا رہا تھا، اُسکے سامنے چاکو سے ایک بندے کا گلا کاٹا گیا جس کی گردن دھڑ
سے علیحدہ ہو گئی۔ عائرہ کو ایک دم سے متلی محسوس ہوئی۔

اور لوگ اندر آنے کی کوشش کر رہے تھے پر پر اُن لوگوں کے پاؤں بڑے
میں قید ہوتے جا رہے تھے، عائرہ کی نظریں پیچھے سے (Traps) .بڑے ٹریپز
آتے غنڈوں کو پر پڑی جنہوں نے لان میں قدم رکھا ہی تھا کے اچانک سے اُن
میں سے تین کا پاؤں ایک کٹر میں آیا، اور انکے پاؤں کٹ گئے۔ وہ بہت زیادہ

لوگ تھے، عائرہ فورن سے کمرے کے دروازے کے پاس آتی اُسے لاک کر چکی تھی۔ جو لوگ گھر کے اندر آنے کی کوشش کر رہے تھے اُنکی گردنوں پر بہت باریک سی تار پھرتی جا رہی تھی، اور وہ وہیں پر گِرتے جا رہے تھے۔ اُنکے بہت سے لوگ مارے جا چکے تھے۔

عائرہ، تم ٹھیک ہو کیا ہوا ہے؟" فاریہ اُسکی بوکھلاہٹ دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ" گرنے لگی تھی جب فاریہ نے اُسے پکڑا۔

شششش، اِدھر مت جائیں کچھ مت بولیے گا، حنان کو گود میں اٹھائیں، ہم ابھی" باہر نہیں نکل سکتے پتہ نہیں کون لوگ ہیں یہ، مجھے مصطفیٰ کو کال کرنی ہے" وہ جلدی جلدی سے سب کچھ بولتی اپنا فون ڈھونڈنے لگی۔ یہ سب اِتنی اچانک کیا ہو گیا تھا وہ نہیں جانتی تھی، پر وہ گھبرا نہیں سکتی تھی۔

"شٹ، فون تو میں کچن میں بھول آئی، آپ کا فون۔"

اِس میں تو چارجنگ ہی نہیں ہے" وہ اپنا فون عائرہ کے سامنے کرتے ہوئے" بولی۔

ریلکس عائرہ کچھ نہیں ہوتا" فاریہ اِن چیزوں سے گزری ہوئی تھی تبھی اُسے" ریلیکس رہنے کا کہنے لگی۔ پر گھبرا وہ بھی رہی تھی پر اِس وقت اُسے عائرہ سنمبھالنا تھا۔

نہیں بھابی مجھے اپنی فکر نہیں ہے، ہمارے ساتھ حنان ہے اِس وقت، مجھے" ٹینشن ہو رہی ہے، مصطفیٰ پتہ نہیں کہاں ہونگے" وہ بیڈ پر اپنا سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی بول رہی تھی۔ اِس سے پہلے وہ کچھ بولتی، ایک تیزاب کا گولا اُنکے روم کی

کھڑکی توڑ اندر آیا اور عائرہ کے پاؤں پر آ کر لگا۔ وہ شاید باہر سے کسی نے پھینکا تھا۔

آہہ " وہ زور سے چیخ کر درد سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔ "

عائرہ" فاریہ گھبرا کر اُس گولے کو اپنی جوتی سے دُور کرتی اُسکے پاس آئی۔ "

درد ہو رہی ہے بھابی " وہ درد بھرے لہجے میں کہتی عائرہ کے کندھے سے لگ " گئی۔

واشروم میں چلو میرے ساتھ اٹھو شاباش اِسے دھوتے ہیں " وہ اُس کے پاؤں " پر بنے جلنے کا نشان دیکھ کر بولتی اُسے دھیان سے سہارا دے کر اُٹھاتی واشروم میں لے گئی۔ وہ اندر کھڑی عائرہ کے پاؤں پر پانی ڈال رہی تھی جب رُوم کا

دروازہ زور سے کھٹکا۔ وہ دونوں گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگی، دروازہ پر دستک ہوئی جارہی تھی۔ دروازے کو نیچے سے لاک لگا ہوا تھا، فاریہ نے جلدی سے جا کر اُوپر والا لاک بھی لگایا، اور عائرہ اور حنان کے ساتھ کمرے کے کونے میں کھڑی ہو گئی۔ دستک بند ہو چکی تھی۔ وہ ڈر سے کانپتے دروازے پر نظریں جمائے کھڑی تھیں جب ایک جھناکے سے شیشے کے ٹوٹنے کی آواز سے وہ دونوں خیچیں حنان انکی چیخوں سے ڈر کر رونے لگ گیا۔

ایک آدمی کھڑکی توڑ کر اندر داخل ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں گَن تھی، وہ عجیب سا وحشی آدمی فاریہ اور عائرہ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ فاریہ سے حنان کو چھیننے لگا۔

چھوڑو میں کہتی ہوں دُور ہو جاؤ" وہ چیخ رہی تھی۔ "

عائرہ نے فورن سے وہ چھوٹا سا چاکو جو مصطفیٰ نے اُسے دیا تھا، اپنے جوتے کی نچلی سائڈ میں سے نکال کر اُس آدمی کے سینے پر مارا پر جو اُسکے سینے کے اندر گھس گیا، پر اُس جانور نمہ آدمی پر کوئی اثر نہیں ہوا اور اُس نے وہ چھوٹا سا چاکو اپنے سینے سے نکال کر دُور پھینکا۔ وہ آدمی اچانک سے فاریہ اور حنان سے دور ہٹ کر چہرا موڑ کر اب عائرہ کی طرف دیکھنے لگا، یہ وہی لڑکی تھی جسے یہاں سے اغوا کر کے لانے یا مارنے کا کہا گیا تھا۔

"Entonces estarás vivo"

(تو نہیں بچے گی اب)

وہ عجیب سی ہنسی ہنستا ہوئے بولا۔ وہ اُس کے پاس آکر عائرہ کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹنے لگا۔ وہ آدمی عائرہ کو گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لا رہا تھا۔

کمینے چھوڑ مجھے، چھوڑ میرے بال تیرے چیتھڑے اڑادوں گی، تجھے کیا لگ رہا" تجھ جیسے سانڈھ سے ڈر جاؤں گی میں، میں نے کہا چھوڑ" اُسے گھسیٹنے کی وجہ سے اُسکے کوٹ کی اندرونی جیب سے پھِسل کر نکلتی پین ڈرائیو جو اُس نے مصطفیٰ کے سٹڈی روم کے لاکر سے نکالی تھی وہ گِرنے لگی، اِس سے پہلے وہ وہاں پر گِر کر اُس آدمی کی نظروں میں آتی عائرہ نے اُسے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اُسے کہا گیا تھا کے یہ

پین ڈرائیو اُنکے حوالے کر دی جائے تو وہ کچھ نہیں کریں گے، پر اب اِس سب کے بعد وہ ہرگز یہ پین ڈرائیو اُنکے ہاتھ نہیں لگنے دے سکتی تھی۔

URDUNovelians

آہہہ" عائرہ نے اُس آدمی کے ہاتھ پر کاٹا اور اُسے دھکا دے کر فورن سے اُٹھ" کر سیڑھیوں کی طرف بھاگی، پر اگلے ہی پَل وہ پین ڈرائیو اُسکے ہاتھوں سے پھسل کر ریلنگ سے نیچھے گِر گئی۔ وہ بوکھلا کر ریلنگ کے پاس آ کے نیچھے دیکھنے لگی پر

وہاں کھڑے ایک آدمی کو دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے کُھل گئی، وہ پین ڈرائیو اُٹھا کر عائرہ کو طنزیہ نظروں سے دیکھتا مسکراتے ہوئے دیکھ کر وہاں سے نکل گیا۔ عائرہ کی حیرت کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی، یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ اپنی حیرت میں وہ یہ بھول گئی کے پیچھے کھڑا وہ آدمی جو اُسکے کاٹنے اور دھکا دینے کی وجہ سے گِر گیا تھا اب اُٹھ کر کھڑا ہو چُکا تھا۔

عائرہ نے وہ پین ڈرایئو اِس لیے مصطفیٰ کے لاکر سے نکالی تھی کیونکہ دو دِن پہلے اُس کے فون پر کسی انجان نمبر سے میسیج آیا تھا کے اگر مصطفیٰ کی جان بچانا چاہتی ہو تو وہ پین ڈرائیو اُن لوگون تک پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ مصطفیٰ پر دوبارہ سے اُس طرح کا حملہ ہو گا جس طرح کا تب ہوا تھا جب وہ دونوں حشام صاحب کے گھر سے واپس آ رہے تھے، تب تو وہ بچ گئے تھے، پر اب کی بار انہوں نے مصطفیٰ کی جان لینے کی دھمکی دی تھی، جس سے گھبرا کر عائرہ وہ پین ڈرائیو اُنکے بتائے گئے اڈریس پر پارسل کرنے والی تھی پر اُس سے پہلے ہی یہاں یہ سب ہو گیا۔ کیونکہ عائرہ کو کہا گیا تھا کے یہ ایک دِن میں پارسل ہو جانی چاہیئے، اور اُس نے

دیر کر دی اِس لیے الیکس اور اُس کے بندوں نے سوچا کے وہاں حملہ کر کے پین ڈرائیو بھی حاصل کر لی جائے اور مصطفیٰ کی بیوی کی جان بھی لے لی جائے، اور اب وہ پین ڈرائیو اُن کے بندے کے ہاتھ لگ چکی تھی۔

وہ آدمی عائرہ کو خانخار نظروں سے دیکھتے ہوئے غصّے سے پاگل ہوتا اپنی گن نکالتا لوڈ کر کے اُسکی طرف نشانہ کیے ٹریگر چلا گیا۔

ٹھا، ٹھا، ٹھا" گولیوں کی آواز کے بعد وہاں خاموشی چھا گئی۔"

♥□♥□♥□♥□♥□

وہ دونوں بھاگنے کے انداز میں گھر میں گھُسے، ہر طرف لاشیں ہی لاشیں تھیں اُسکے سارے گارڈز مر چکے تھے، اچانک اُسکی نظر گھر کے پیچھے سے آتے دو

آدمیوں پر پڑی پر اِس سے پہلے وہ مصطفیٰ پر حملہ کرتے اُس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی گَن سے اُنکے سینے کا نشانہ لیا، وہ دونوں وہیں پر گِر گئے۔

لان سے ہوتے ہوئے وہ گھر میں جانے لگا پر وہیں پر بے ہوش جارڈن کو دیکھ کر مصطفیٰ کا غصّہ اِنتہا پر پہنچ گیا۔ اُسکے اندر قدم رکھتے ہی وہ اُوپر کی طرف بھاگا پر شاید بہت دیر ہو چکی تھی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

آنٹی" وہ چیخ کر اُنکی جانب بڑھی جن کے پیٹ سے بھل بھل خون نکل رہا تھا، " وہ آدمی عائرہ کو گولی مار چُکا تھا اگر عافیہ بیگم اُسکے سامنے نا آتی۔ عائرہ خوف سے ریلنگ کے ساتھ چپکی کانپنے لگی، وہ اُنکے لیے ہی تو نیچے بھاگ رہی تھی، پر وہ کب اُوپر آئی عائرہ نے دیکھا تک نہیں۔ فاریہ حنان کو گود میں لیے عافیہ بیگم کے

پاس بھاگتے ہوئے آئی، وہ سڑھیوں پر ہی تھیں جب اُس آدمی نے عائرہ کے پیٹ پر گولی چلائی پر اِس سے پہلے کے گولی عائرہ کو لگتی انہوں نے عائرہ کے آگے آکر گولی خود کو لگوالی۔

"آنٹی آنکھیں کھولیں ہوش میں آئیں" وہ گھٹنوں کے بَل آگے آتی عافیہ بیگم کا چہرا تھپتھپاتے ہوئے بولی، اُسکا پورا چہرا آنسوں سے بھر چُکا تھا۔ وہ روتے ہوئے انہیں اُٹھانے کی کوشش کر رہی تھی جو اپنے خون بھرے ہاتھوں سے کانپتے ہوئے عائرہ کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر اُسکے آنسوں صاف کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کچھ... کچھ نہیں ہوگا آپ کو، بھابھی، بھابی اِنہیں اُٹھائیں" وہ روتے ہوئے انہیں اُٹھانے کی کوشش کرنے لگی پر اب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ انکی مسکراتی

آنکھیں عائرہ کو دیکھ رہی تھی، جواب بِلکل ساکت ہو چکی تھی۔ اُنکے چہرے کو تھپتھپاتے عائرہ کے ہاتھ رُک گئے، وہ خاموش ہو گئی۔

وہ بھاگ کر اُوپر آیا تھا پر سامنے نظر آتے منظر کو دیکھ کر مصطفیٰ کو ایسا لگا کسی نے اُسکے جسم سے جان نکال لی ہو۔ ہاتھ میں AK47 گَن پکڑے وہ سڑھیوں کے بیچوں بیچ کھڑا خونخار نظروں سے کھڑا اُس آدمی کو دیکھ رہا تھا، کو اب دوسری بار اپنے گَن لوڈ کرنے لگا تھا۔ عائرہ چہرے پر موجود آنسوں کے نشان دیکھتے مصطفیٰ کا خون کھولا وہ ایک دم سے گن لوڈ کرتا اگلے ہی پَل اُس آدمی کا سینا چھلنی کرنے لگا۔ دھڑا دھڑ گولیوں کی آواز سے عائرہ کانوں پر ہاتھ رکھے آنکھیں میچے بیٹھ گئی۔ وہ رُکا نہیں، اور لگاتار اُس آدمی کے جسم میں گولیاں ڈالتا گیا۔ فارس نے پیچھے سے آکر مصطفیٰ کے ہاتھ روکے۔

"بس کر مصطفیٰ" اسکی شرٹ پر خون دیکھ کر فاریہ کے ہاتھ بے ساختہ اپنے لبوں پر گئے۔ عافیہ بیگم کا سر اٹھا کر فاریہ نے اپنے گود میں رکھا، جو پل اپنی آنکھیں ہمیشہ کے لیے موند گئی تھیں۔

"فارس" اُس نے نم لہجے میں فارس کو پکارا، اسکی آواز پر وہ فاریہ اور حنان کو دیکھتا فورن سے اُن کے پاس آیا۔

وہ فاریہ کا ہاتھ پکڑے ابھی بھی کانپ رہی تھی، مصطفیٰ اپنے گن وہیں پھینک کر قدم قدم چلتا، عائرہ کے قریب آیا۔

"نہیں" وہ ڈر سے کانپتی مصطفیٰ سے دُور ہونے لگی، وہ اُسکا یہ روپ دیکھ کر سچ میں خوفزدہ ہو گئی تھی، وہ جانتی تھی وہ ایسا ہے پر آج اُس نے خود اپنی آنکھوں سے مصطفیٰ کا یہ روپ دیکھا تھا۔

ششش، بس کچھ نہیں ہوا، میں ہوں اِدھر دیکھو" وہ عائرہ کو اُٹھا کر اپنی گود میں لیا۔

نہیں وہ مجھے لے جائے گا.... وہ دکھیں آنٹی دیکھیں وہ سانس نہیں لے رہیں مصطفیٰ" وہ اُونچی آواز میں روتے ہوئے زمین پر ہاتھ مارنے لگی، اُسکے رونے میں اِتنی اذیت تھی کے مصطفیٰ کا دِل کیا سامنے اُس مُردہ آدمی کے جسم میں جان ڈال کر واپس اُسے گندی موت دے۔

عائرہ" اُسکی روعب بھری آواز پر وہ آنکھیں کھولے مصطفیٰ کی طرف دیکھنے لگی۔"

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کے میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہیں کہیں لے جا سکتا ہے" وہ اُسکے بال دونوں طرف سے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ عائرہ کچھ پَل

اُسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی، جہاں صرف آگ تھی، سب کچھ تباہ کر دینے کی آگ۔ وہ عافیہ بیگم کے بے جان وجود کر دیکھتی ایک دَم سے اُسکے گلے لگ کر رونے لگی، اور یہ رونا عافیہ بیگم کو کھو دینے کا تھا۔ وہ اُسکی پیٹھ سہلانے لگا، اور اُسے بتانے لگا کے وہ اب اُسکے ساتھ ہے۔ عائرہ کا چہرا اپنے سینے میں دیے وہ عافیہ بیگم کو اِس حالت میں دیکھ کر قرب سے آنکھیں میچ گیا، اُس نے پھر سے دیر کر دی۔

"□♥□♥□♥□♥□♥

وہ اُسکے قریب بیٹھا تھا، جو دوائیوں کے اثر میں نیم بے ہوشی کی حالت میں لیٹی ہوئی تھی۔ مصطفیٰ کی نظریں اُسکے پاؤں کے اُس چھوٹے سے زخم پر گئی جو بُری طرح سے جلا ہوا تھا، اُس نے ہاتھ بڑھا کر اُسکے پاؤں کے زخم پر اپنے کھردری انگلیاں پھیری جس سے وہ نیند میں اُسکے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتی کسمسائی۔ وہ

چہرا موڑ کر اُسکے چہرے کو دیکھنے لگا جہاں درد کے آثار نظر رہے تھے۔ وہ لب بھینچ گیا۔ اُسکے نرم ملائم ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے درمیان لے کر وہ وہ اپنے لب عائرہ کے ہاتھ پر رکھ کر کتنی دیر ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ اُسکے پاؤں کے قریب جا کر اپنے لبّ بار بار اُس زخم پر رکھتا اُسے سکون دینے کی کوشش کرنے لگا۔ کیونکہ یہ زخم اُسے اُسکی وجہ سے مِلا تھا، اور ایسا مصطفیٰ کو لگتا تھا۔

وہ ایک دَم سے اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر عائرہ کی طرف دیکھنے لگا جو گہری نیند میں تھی، اور اب وک اُسکے ایک ایک درد کا حساب پورا کرنے جارہا تھا، اُن کی سانسیں چھیننے جارہا تھا جس نے اُسے تکلیف دی تھی، کیونکہ اب اُسکے اندر کا شیطان جاگ چُکا تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، وہ تینوں وہیں موجود تھے، اب سے چار گھنٹے پہلے عافیہ بیگم کی تدفین ہو چکی تھی۔ مصطفیٰ نے آج پھر سے ایک رشتہ کھویا تھا، جو اسکی ماں کے برابر کا تھا۔ اُسکے چہرے پر موجود قرب کو دیکھ کر حشام صاحب کا دِل کٹ کر رہ گیا، انہوں نے دس سال پہلے والا دُکھ اور آج اُسکے چہرے پر موجود دُکھ میں کوئی فرق محسوس نہ کیا۔ اُس بوڑھی عورت نے عائرہ کی جان بچانے کے لیے اپنی جان دے دی تھی۔

مصطفیٰ" وہ سب اپنی اپنی سوچوں میں گُم تھے جب حاتم بھاگتے ہوئے وہاں آیا۔"

مصطفیٰ، میکسیکو سٹی کے ہمارے سارے کلبز کو آگ لگ گئی ہے، آئی ڈونٹ نو کیسے، ہماری فُل سیکیورٹی تھی وہاں پر پتہ نہیں کیسے ہوا یہ" وہ بہت زیادہ بوکھلایا

ہوا تھا۔ اسکی بات سُن کر مصطفیٰ کی ماتھے کی نسیں ابھری۔ وہ بہت باریک بینی سے حاتم کو دیکھ رہا تھا۔

کہاں تھے تم " اپنا سَر پیچھے صوفے پر گرائے وہ بند آنکھوں سے پوچھنے لگا، " حشام صاحب بھی اسی کو دیکھ رہے تھے، انکی نظروں میں بس افسوس ہی افسوس تھا۔

مجھے، خبر ملی تھی کے کلبز کو آگ لگنے والی ہے میں وہاں گیا تھا، کے شاید میں " وہ سب بچا سکوں گا، پر میں نہیں بچا سکا " وہ اپنے چہرے پر مایوسی سجائے بولا۔ وہ شاید نہیں جانتا تھا، کہ اُسکے سامنے بیٹھا وہ شخص صرف مصطفیٰ نہیں بلکہ اُسکے لیے ایک شیطان ہے، اور وہ سپاٹ نگاہوں سے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا مصطفیٰ؟ ہمیں وہاں پہنچنا چاہیئے تم بیٹھے کیوں ہو؟" وہ اُسے اور بالکونی" سے اندر آتے فارس کو دیکھ کر بولا، جو اپنے ہاتھ پینٹوں کے جیبوں میں ڈال کے کھڑا تھا۔

اتنے پریشان کیوں ہو رہے ہو؟ چلتے ہیں، ذرا مجھے چائے پینے دو" وہ اُسے " عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ اُسکے لہجے میں کچھ ایسا تھا جسے محسوس کر کے حاتم کے گلے میں گِلٹی اُبھر کی معدوم ہوئی۔ وہ تھوک نِگلتے ہوئے مصطفیٰ کو دیکھ رہا تھا جو چائے کا کپ لبوں سے لگائے اپنی نظریں اُس پر جمائے اُسے دیکھ رہا تھا۔

ہاں وہ چائے پی لے، تجھے میں کافی پیلاتا ہوں آجا" وہ مصطفیٰ کو دیکھ رہا تھا جب " فارس کی آواز سُن کر اُسکی طرف چہرا موڑ کر دیکھنے لگا، جو اب اندر آگیا تھا۔ وہ یہ بولتے ہوئے حاتم کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اپنے ساتھ باہر لے گیا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا، وہاں موجود ایک نفوس کُرسی پر بندھا ہوا جھٹپٹاتے ہوئے خود کو چھُڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔

مجھے کھولو، ورنہ اچھا نہیں ہو گا" وہ بول ہی رہا تھا جب اُس جگہ کا دروازہ کُھلا، " اور چاروں طرف روشنی چھا گئی۔ وہ اندر داخل ہوا، ایک ایک قدم چلتا وہ کُرسی پر بندھے حاتم کے پاس آیا۔

کیوں؟" اُس نے بس ایک سوال کیا۔ "

ہاہاہاہا، جا نہیں بتاتا، کیا کرے گا" وہ اپنی مکرو ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔ اُسکی بات کر " پر مصطفیٰ چہرا نیچھے کیے ہنسا۔ وہ جانتا تھا اُسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے پھر بھی وہ بول رہا تھا۔ مصطفیٰ کو پتا لگ گیا تھا کے وہ پاگل ہو چُکا ہے۔

ویسے میں کیوں تجھے بتاؤں؟ اپنے اُس دوسرے باپ سے کیوں نہیں پوچھتا، " کیونکہ یہ سب میں نے کرنے اُسکی وجہ سے کیا، تیرے آنے سے پہلے کا موجود تھا اُس کے پاس، ہر بات، ہر بات مانتا تھا اُسکی، پھر بھی اُس بڑھے نے اپنی ساری جمع پونجی، اپنا سارا دھندا تیرے نام لگا دیا... اور میں؟ میرا کیا؟ مجھے کیا مِلا ؟ یہ دولت یہ طاقت پانے کے لیے میں نے کیا کچھ نہیں کیا، اُسکے بیوی بچے تک کو مار ڈالا تھا میں نے، پھر بھی یہ سب میرا نا ہو سکا، اور پھر اُس نے تجھے میرے سامنے لا کر کھڑا کر دیا گیا، میں نے بھی تیرا دوست بننے کی پوری کوشش کی تھی، پر تو کسی لومڑی سے بھی زیادہ چالاک انسان نکلا تو ہمیشہ سے میری فطرت جانتا تھا، تو نے کبھی مجھے اپنا دوست سمجھا ہی نہیں، اور آج تک بھی شاید صرف اُس " حشام خانزادہ کی وجہ سے مجھے بخشا آیا تھا تو۔

آج کے حملے اور اُن سارے پچھلے حملوں کی پیچھے بھی حاتم کا ہاتھ تھا، یہ وہی تھا جو الیکس کے ساتھ مِلا ہوا تھا، حاتم وہی آدمی تھا جو الیکس کو ہر خبر دیتا تھا، جارڈن کو نیند کا انجیکشن لگانے والا بھی وہی تھا کیونکہ مصطفیٰ نے جارڈن کو گھر کی اور عائرہ کی حفاظت کے لیے گھر میں رہنے کا کہا تھا۔ پر حاتم نے موقع کا فائدہ اٹھا کر جارڈن کو بے ہوش کرنے کے بعد وہیں گھر میں چُھپ گیا۔ وہ بہت بزدِل انسان تھا اُس میں کبھی اِتنی ہمت نہیں تھی کے مصطفیٰ کا مقابلہ سامنے سے کرتا۔ سب کچھ بول کر وہ مصطفیٰ کو دیکھ کر فارس کو دیکھنے لگا جو وہیں پر موجود سامنے پڑے ٹیبل کے ساتھ کھڑا ہاتھ باندھے طنزیہ اور افسوس بھری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"میں تو تجھے اسی دِن اُس حملے میں تیری محبوبہ کے ساتھ ختم کروا دیتا پر وہ جارڈن تیرا سگا ہر جگہ تیرے ساتھ ہوتا تھا، میں تو اُسے بھی آج مار ڈالتا، پر

جلدی جلدی میں اُس گھٹیا انسان کو بس بے ہوش کر سکا میں۔ اور پھر میں نے الیکس سے ہاتھ ملِا لیا، میں جانتا تھا تیرے سے پہلے وہ کتنا طاقتور تھا، پر تیرے آنے کے بعد لوگوں میں اسکی دہشت ہی ختم ہو گئی، وہ تجھے تباہ کرنے کے لیے پاگل تھا، وہ موقع کی تلاش میں تھا جو میں نے اُسے دیا، اُسکے بھائی کو کس نے مارا "یہ بھی میں نے اُسے بتایا۔

وہ پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے بول رہا تھا، اُسکا حال کسی سائیکو جیسا لگ رہا تھا، حسد اور جلن نے اُسے اندھا کر ڈالا تھا۔ مصطفیٰ اُسے دیکھتا رہا پر اگلے ہی پَل اُس نے ساتھ پڑا پانی کا گلاس اُٹھا کر پوری شدت سے اُسکے سر پر دے مارا اور ایک خون کا فوارا اُسکے سر سے نکلا۔ وہ درد سے چیختے ہوئے اپنا سر اِدھر اُدھر مارنے لگا۔

تو موت کی بھیک مانگے گا، پر میں موت کو تیرے آس پاس بھی نہیں بھٹکنے " دوں گا" وہ حاتم کا جبڑا اپنے ہاتھ میں سختی سے پکڑے خونخار لہجے میں بول رہا تھا، اُسکا شیطانی روپ دیکھ حاتم کی آنکھیں پھیل گئی، وہ کسی پاگل شیر کی طرح دھاڑ کر بولا، اپنے آدمیوں کو اُسے لے کر جانے کا اِشارہ کر کے وہ وہاں سے باہر کی طرف نکل گیا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

یہ کون ہیں جو روشنی پہ ہیں مامور

دیے بجھائے ہیں کتنے جلائے نہیں

اُسکی گاڑی ایک کھنڈر کے سامنے آکر رُکی۔ الیکس نے اُسے یہاں بُلایا تھا، تاکہ وہ مصطفیٰ سے ڈِیل کر سکے، اُس پین ڈرائیو کی ڈیل جو عائرہ اُسے پارسل کرنے

والی تھی۔ جس میں مافیا کے سب لوگوں کی ڈیٹیلز تھیں۔ اور اُسے الیکس اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے ایک بار بھی نہیں سوچا کے مصطفیٰ اُسکے بُلانے پر کیوں چلا آیا ہے؟ حالانکہ الیکس کے پاس ایسا کچھ نہیں تھا جس سے وہ مصطفیٰ کو بلیک میل کر کے یہاں بُلاتا، اُس نے بس اتنا کہا تھا کے وہ مصطفیٰ کی جان ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے گا اگر وہ پین ڈرائیو اُسے دے دی جائے جس میں دُنیا کے سب مافیا کے کالے کارناموں کی انفارمیشن موجود تھیں۔

جنہیں وہ قبضے میں کر کے سب سے طاقتور بن سکتا تھا، اور اُن مافیا سے کچھ بھی کروا سکتا تھا، کیونکہ کچھ دیر پہلے جو پین ڈرائیو حاتم اُسے دے کر گیا تھا وہ نقلی تھی جو عائرہ کے ہاتھ سے ریلنگ سے نیچے گِر گئی تھی۔ ہاں وہ حاتم ہی تھا جسے دیکھ کر عائرہ کی حیرانگی کم نہیں ہو پا رہی تھی، وہ یقین نہیں کر پائی تھی کے حاتم اُن لوگوں کے ساتھ مِلا ہو سکتا ہے۔

الیکس نہیں جانتا تھا کے مصطفیٰ سب جانتا ہے کے کس طرح اسکی بیوی کو ڈرایا دھمکایا گیا تھا، اور اسکی بیوی اُس سے دُگنی پاگل تھی جو اِن لوگوں سے ڈر گئی تھی، اگر مصطفیٰ وقت پر اپنے لاکر میں پڑی پین ڈرائیو کو نقلی پین ڈرائیو سے نا بدلتا تو وہ سچ میں اصل والی اُن لوگوں کے حوالے کر دیتی۔ یہی سوچ کر کے پین ڈرائیو اُن کے حوالے کرنے کے بعد وہ مصطفیٰ کو کچھ نہیں کریں گے، وہ سب کچھ جانتا تھا یہ بات عائرہ کو بھی نہیں پتہ تھی اور وہ یہ بات اِس لیے بھولی بیٹھی تھی کیونکہ وہ اِتنا ڈری ہوئی تھی جس وجہ سے اُسکے ذہن سے یہ تک نکل گیا تھا کے مصطفیٰ سب جانتا ہے۔ مصطفیٰ چاہتا تھا کے عائرہ سب کچھ اُسے خود سے بتائے اُسے اپنے شوہر پر بھروسہ ہونا چاہیئے تھا، پر وہ ابھی بھی اُس پر غصّہ نہیں تھا کیونکہ وہ یہ سب صرف مصطفیٰ کی جان بچانے کے لیے کر رہی تھی، اور یہی چیز ثابت کر گئی کے وہ عائرہ کے لیے کتنی اہمیت رکھتا تھا، وہ اُس سے ناراض نہیں تھا اور اگر وہ پین ڈرائیو الیکس تک پہنچ بھی جاتی وہ تب بھی اُس سے ناراض نا ہوتا کیونکہ وہ اپنی چیز کی حفاظت اور اُسے واپس حاصل کرنا اچھے جانتا تھا، اور جو اُس نے الیکس سے چھین ہی لینی تھی۔

الیکس یہی سمجھ رہا تھا کے مصطفیٰ اُس سے ڈر کر یہاں آنے والا ہے اور وہ پین ڈرائیو اُسکے حوالے کرنے والا ہے، اور وہ یہی سمجھ رہا تھا کے مصطفیٰ چاہتا ہے کے الیکس اسکی جان بخش دے اور اُسکا پیچھا چھوڑ دے۔ شاید وہ پاگل ہو چُکا تھا جو اپنے دُشمن کے بارے میں اچھے سے جانتا تک نہیں تھا۔ وہ کہتے ہیں نا اپنے دُشمن کے بارے میں سب کچھ جان لینے کے بعد اُس سے اُلجھو۔

اور وہ بس اِسی خوش فہمی میں اپنی موت کے آنے کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔

اُسکا فون بجا جہاں فارس کا نام جگمگا رہا تھا۔ اُس نے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

مصطفیٰ" فون میں سے دوسری طرف سے پکارا گیا۔"

وہ مرنا نہیں چاہیئے فارس، الیکس کی موت کے بعد میں اِس منافق کی زندگی" موت بناؤں گا" وہ اندر جاتے راستے کی جانب نظریں کیے کہتے ہوئے فون بند کر چُکا تھا۔ وہ حاتم کے بارے میں بات کر رہا تھا، جسے وہ زندہ لاش جیسی زندگی دینے والا تھا۔

سر میں بھی آپ کے ساتھ اندر جاؤں گا" اِس سے پہلے وہ اندر جاتا اِس سے" پہلے جارڈن جو بہت زِد کے بعد اُسکے ساتھ آیا تھا مصطفیٰ مصطفیٰ سے کہنے لگا۔

وہ ہوش میں آنے کے بعد بہت زِد کر کے مصطفیٰ کے ساتھ آیا تھا، کیونکہ وہ بہت شرمندہ تھا کے وہ سب کی حفاظت نا کر سکا، جو ڈرگ اُسے دیا گیا تھا وہ بہت

سٹرونگ تھا جس کے باعث اسکی جان بھی جا سکتی تھی، اور وہ ڈرگ اُسے مارنے کے لیے ہی دیا گیا تھا، پر شاید خدا کی طرف سے اسکی زندگی لکھی ہوئی تھی، تبھی وہ موت کے مُنہ سے واپس آ گیا۔

وہ کبھی بھی بے ہوش ہو کر اپنا ہوش نا کھوتا کیونکہ جارڈن کی ٹریننگ بہت اچھی کی گئی تھی، یہ چھوٹے موٹے ڈرگز سے اسکی باڈی کو کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا، پر جو ڈرگ اُسے دیا گیا تھا وہ بہت زیادہ اثر انداز تھا، وہ ایک زہر تھا جو اُسکے جسم پر فورن سے اثر کر کے اُسے ہوش و حواس سے بیگانہ کر گیا تھا۔

ضرورت نہیں ہے، باہر سب کنٹرول میں رکھنا" اُس نے کہا۔"

ہوش میں آنے کے بعد اُس نے مصطفیٰ سے بہت اسرار کیا تھا جس کے بعد وہ اُسکے ساتھ یہاں آیا تھا۔ پر اب مصطفیٰ نے اُسے اندر آنے سے روک دیا تھا۔

اپنی کالی شرٹ کے بازو فولڈ کرتا وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی گَن میں گولیوں سے بھری میگزین ڈال کر سب سیکیورٹی گارڈز اور جارڈن کو باہر رہنے کا کہہ کر اندر چلا گیا۔ ماتھے پر بکھرے بال چہرے پر چٹانوں سی سختی لیے وہ بس چلتا جا رہا تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"وہ کمینہ اکیلے چلا گیا، فاریہ وہ بقائدہ مجھے کمرے میں لاک کر کے گیا ہے بیغرت انسان، آنے دو ذرا میں چھوڑوں گا نہیں اِس جنگلی کو" وہ غصّے سے پاگل ہوتا کمرے میں اِدھر سے اُدھر چکر لگاتے ہوئے صوفے پر بیٹھی فاریہ سے بول رہا تھا جو مصطفیٰ کی حرکت سُن کر بس افسوس ہی کر سکی۔ پر وہ جانتی تھی وہ یہ سب کیوں کر کے گیا تھا، لیکن فارس کو یہ بات کون سمجھاتا۔

"اور تو اور انکل بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے... حد ہوتی ہے۔"

نہیں فارس، انکل کو لگا ہو گا تم مصطفیٰ کے ساتھ ہی چلے گئے ہو..." حشام صاحب بھی پتہ نہیں کب نیچھے سے چلے گئے فارس کو پتہ ہی نا لگا، انہیں شاید معلوم نہیں تھا کے مصطفیٰ فارس کو نچلے کمرے میں لاک کر کے چلا گیا تھا، جب وہ واشروم میں تھا۔

" جنگلی انسان، اِس نے جان بوجھ کر کیا ہے یہ سب۔"

مصطفیٰ نہیں چاہتا تھا کے فارس اُس کے ساتھ وہاں آئے وہ پھر سے کوئی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اِس لیے ملازم سے کہہ کر اُسے کمرے میں بند کروا کے چلا گیا، کیونکہ ویسے تو فارس نے باز آنا نہیں تھا، اور ویسے بھی اُن میں سے کسی ایک کا گھر میں رہنا ضروری تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

الیکس، باہر نکل، دیکھ مجھے میں آگیا، نکل باہر حرامزادے " وہ انکی زبان میں بولا "
۔اسکی دھاڑ اس پورے کھنڈر میں گونجی تھی۔ سیڑھیوں سے نیچے اترتے دو
آدمیوں کے چہرے پر کمینگی کے ساتھ ایسے
تاثرات تھے جیسے وہ سب کچھ جیت گئے ہوں۔ وہ چلتے ہوئے آکر مصطفیٰ کے
سامنے کھڑے ہو گئے۔ انکے ہاتھ میں گنز موجود تھیں جس کا نشانہ وہ مصطفیٰ کی
طرف کرکے کھڑے تھے۔

"Os he quitado todo y no habéis podido hacer nada."

(تجھ سے تیرا سب کچھ چھین لیا میں نے اور تو کچھ بھی نہیں کر پایا۔)

Has salvado a tu esposa, pero ¿hasta cuándo la salvarás? Retire el pendrive."

(اپنی بیوی کو تو بچا لیا تو نے، پر کب تک بچائے گا؟ پین ڈرائیو نکال۔)

آہہہہ "اُسکے بولنے کے اگلے پل ہی مصطفیٰ نے زور سے ٹانگ اُٹھا کر الیکس" کے ہاتھ پر ماری جس سے اُسکے ہاتھ میں موجود گن دُور جا کر گِر پڑی۔

کارلوس نے اپنے گَن سے فائر کرنے کی کوشش کی پر مصطفیٰ بہت مہارت سے نیچے جھک کر اُسکے نشانہ سے بچ گیا، اور وہ گولی سیدھے جا کر الیکس کے بازو پر

لگی جس کے باعث وہ درد سے بلبلا اُٹھا۔ کارلوس تو بس حیرت سے الیکس کے بازو کی طرف دیکھ رہا تھا کے یہ کیا ہوا تھا اچانک۔؟

وہ پلٹا تو مصطفیٰ نے ہاتھ میں پکڑا بڑا سا ہتھوڑا کارلوس کے سر پر مارا جس سے ایک خون کا فوارا نکل کر مصطفیٰ کی شرٹ لال کر گیا۔

الیکس اُسے لارکوس کو بُری طرح مارتا دیکھ کر ساتھ پڑی لوہے کی راڈ اُٹھا کر اُسے مصطفیٰ کی پیٹھ پر مارا جس سے اُسکے کارلوس کو مارتے ہوئے ہاتھ رُکے اور وہ آہستہ سے پلٹ کر الیکس کو اپنے خطرناک چہرے اور اپنی وحشی نظروں سے دیکھنے لگا، جو اپنی طرف سے بہادر بن رہا تھا پر اُسکی کانپتی ٹانگوں سے اندازہ ہو رہا تھا کے وہ کتنا بہادر ہے۔

جو مصطفیٰ کو خود کو دیکھتا پا کر اُلٹے قدم لینے لگا تھا، اِس سے پہلے وہ الیکس تک پہنچتا کارلوس نے پیچھے سے مصطفیٰ کے سر پر ٹیوب دے ماری، الیکس نے بڑی سی آری اُٹھا کر اپنے بھائی کی طرف پھینکی۔

"no habrá má"

(اب تو نہیں بچے گا سالے)

وہ چیخ کر کہتا اپنے ہاتھ میں پکڑی آری کو مصطفیٰ کے سینے پر چلانے لگا، اِس سے پہلے وہ مصطفیٰ پر حملہ کرتا ایک گولی سیدھا آ کر اُسکے دِل کے مقام پر لگی جس سے اُسکے ہاتھ ہَوا میں ہی ساکت ہو گئے، وہ پھیلی ہوئی خوف اور حیرت زدہ آنکھوں سے مصطفیٰ کے خالی ہاتھوں کو دیکھنے لگا، اگر مصطفیٰ نے اُس پر گولی نہیں چلائی تھی تو کس نے چلائی؟ وہ دھڑام سے وہیں پر گِر گیا، اُسکا جسم بے جان ہو گیا تھا۔

مصطفیٰ نے جھٹکے سے مڑ کر اُس کھنڈر کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں حشام صاحب اپنے گَن لیے کھڑے تھے، الیکس اپنے بھائی کو مرتا دیکھا کر پھر سے زمین سے اُٹھنے لگا تھا کہ مصطفیٰ نے اسکی ٹانگ پر وار کیا جس سے اُسکے ٹانگ کی ہڈی دو ٹکڑے ہو گئی۔

بہت شوق ہے نا تجھے ہنسنے کا، تجھے اب میں ہنساؤ گا وہ بھی تیرے خود کے خون پر" اُسے اسکی شرٹ کے کالر سے گھسیٹتے ہوئے وہ سامنے پڑی کُرسی پر پھینکنے کے انداز میں بیٹھا گیا، اسکی ہاتھوں کو باندھ کر وہ اپنے فون پر کوئی ویڈیو چلا کر فون کی سکرین کو اُسکے سامنے کر گیا۔ الیکس مسلسل بول رہا تھا کے میں نے تجھے برباد کر دیا پر سامنے موبائل فون کی سکرین پر نظر آتے منظر کو دیکھ کر اسکی زبان کو بریک لگی۔ سامنے چلتی وڈیو دیکھ کر اُسکے چہرے سے ہنسی غائب ہو گئی، اپنے بیٹے کو دیکھ کر اسکی سانس رُکی۔

ہنس اب؟ چل ہنس" وہ نہیں جانتا تھا مصطفیٰ کو اُسکے بیٹے کا کیسے پتہ چلا الیکس" نے تو اپنے بیٹے کو سب سے چھُپا کر دوسرے ملک بھیجا تھا۔ تاکہ کوئی جان نا سکے کہ اُسکا ایک بیٹا بھی ہے۔ پر وہ نہیں جانتا تھا کے مصطفیٰ سے کوئی چیز چھُپی نہیں رہ سکتی۔ اُسکے بولنے پو الیکس پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔

تیری دُشمنی میرے ساتھ تھی، میری فیملی کو اندر لا کر تو نے بہت بڑی غلطی" کر دی، میری ماں جیسی عورت کو مار ڈالا، میری بیوی کو تکلیف پہنچائی، اور جب بات میری بیوی پر آجائے تو اِس مصطفیٰ سے کوئی گڑ گڑا کر بھی معافی مانگے وہ تب بھی اُس آدمی کی جان بے دردی سے لے گا، تجھے کیا لگتا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں ہو گا؟ جس دِن سے تجھے یہ غلط فہمی ہوئی تھی نا کہ مصطفیٰ حسّام حیدر کسی چیز سے ناواقف ہو سکتا ہے، اُسی دِن سے تیری تباہی شروع ہو چکی تھی، اور اب "جو تباہی میں کروں گا اُسے روکنے کے لیے تو زندہ نہیں ہو گا۔

وہ فون پر موجود اُسکے بیٹے کی چلتی وڈیو پر نظریں کیے بولا، جسے سُن کر الیکس غصّے سے اُسکی طرف دیکھنے لگا۔ مصطفیٰ نے اُسکے سامنے وہ پین ڈرائیو اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑی، جیسے کہہ رہا ہو ہمت ہے تو لے کر دِکھا۔

اور ساتھ ہی وہ الیکس کے دِل کے مقام پر چاکو گھونپ گیا۔ اُس نے اِتنی زور سے وہ چاکو اُسکے دِل میں مارا تھا جس سے اُسکا دِل ایک ہی جھٹکے میں پھٹ گیا تھا۔ وہ تڑپنے لگا، جیسے جیسے جان نکلنے لگی اُسکا جسم کانپنے لگا، مصطفیٰ لگاتار اُس چاکو سے الیکس کے جسم پر وار کر رہا تھا، اُسکا سینہ کٹ کر ٹکڑے ہوتا جارہا تھا، پر مصطفیٰ نہیں رُکا، عائرہ کے پاؤں کا زخم یاد کرتے اُس کے عمل میں شدت آگئی، عافیہ بیگم کا بے جان وجود یاد کرتے وہ اُسکی گردن پر چاکو سے وار کر گیا۔ وہ اِتنی طاقت سے مار رہا تھا کہ مارتے مارتے مصطفیٰ کی شرٹ پھٹ کر نیچے کر گئی اور اُسکے مسلز نظر آنے لگے کیونکہ وہ بہت قوت سے مار رہا تھا۔

اُسکی باڈی پر خون کی چھینٹوں سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ خون میں نہا کر آیا ہو، اُسکا چہرا ہر جگہ سے خون سے بھر گیا تھا، وہ ابھی بھی نہ رُکتا اگر حشام صاحب اُسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر اُسے نا روکتے، یہ سب اُسکے اندر کا جانور جگانے کا انجام تھا۔ حشام صاحب کے ہاتھ رکھنے پر وہ جھٹکے سے چہرا اُٹھا کر اُنکی طرف دیکھنے لگا، وہ اُنہیں دیکھ رہا تھا کہ یہ وہ کیا بن گیا تھا؟

چاکو خود بخود اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے زمین پر گِر گیا۔ اذیت، درد، تھکان، کیا کیا نہیں تھا اُسکے چہرے اور آنکھوں میں، اُس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں، بھوری آنکھوں والا جانور اب سُو چُکا تھا۔

URDUNovelians

کُرسی پر بندھا شخص اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ مصطفیٰ نے بہت سے لوگوں کے ساتھ ناانصافیوں کا بدلا لیا تھا، اور جہاں تک الیکس کے بیٹے کا سوال تھا، یہ سب مصطفیٰ نے اُسے اذیت دینے کو کہا تھا، تا کہ وہ اِسی تکلیف کر ساتھ مارا جائے کے

اُسکے بیٹے کے ساتھ کیا ہو گا۔ وہ باہر آیا تو اُسکے سارے کپڑوں سمیت چہرے پر بھی خون لگا ہوا، جارڈن وہیں پر کھڑا تھا، مصطفیٰ کو اِس حالت میں باہر آتا دیکھ کر وہ فورن سے پانی کی بوتل اور ایک صاف کپڑے گاڑی سے نکال کر اُسکے پاس لے آیا۔ مصطفیٰ نے اُسکے ہاتھ سے بوتل لے کر اُسکا ڈھکن کھولا اور ہاتھ میں پانی لے کر اپنے مُنہ پر چھینٹے مارنے لگا، ایک کے بعد دوسرا چھینٹا مار مار کے وہ ایک دم سے بوتل کو اُٹھا کر دُور پھینک چُکا تھا۔ حشام صاحب اُسکے ساتھ وہیں پر کھڑے تھے، وہ چہرا موڑ کر ایک جھٹکے سے اُنکے گلے لگ گیا۔ وہ کتنی ہی دیر اُنکے کندھے سے لگ کر روتا رہا، حشام صاحب اُسکے پیٹھ تھپتھپاتے رہے، وہ چاہتے تھے وہ اِن سب چیزوں میں سے باہر نکل جائے، اُسکے اندر کا غبار باہر نکل جائے۔ کچھ دِنوں پہلے جب وہ حشام صاحب سے بات نہیں کر رہا تھا، اور اُس نے انہیں کہا تھا کے وہ حملہ آپ کی وجہ سے ہوا ہے، وہ جانتے تھے وہ اُنہیں خود سے دُور کرنے کی کوشش کر رہا تھا، تاکہ اُسکے دُشمنوں کی وجہ سے اُنہیں کوئی تکلیف نا پہنچے، وہ سب جانتے تھے، وہ اُنکا سگا بیٹا نہیں تھا، پر سگوں سے بڑھ کر تھا، اور اِتنے سالوں میں وہ اُسکی رگ رگ سے واقف ہو چُکے تھے۔

نئے سال کا سورج طلوع ہو رہا تھا، نیا سال، نئی زندگی کی نئی کہانی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

نیا آغاز

صبح کی مسکراہٹوں میں، نئے آغاز کی داستان ہے،

وعدہ ہے خوشیوں کا، جو بہترین کہانیوں میں ہے۔

نہ لکھی گئی باتیں، نہ جواہرات کی لکھی گئی رسمات۔

تبدیلی کے بیج ہیں، پیداوار کی زمین میں،

خوابوں کی چھوڑی ہوئی آواز، ختم ہوتی ہوئی بہتی ہے۔

سورج کی کہانی ہے، خاموشیوں میں کہتا ہے،

نئے آغاز میں، کہانیاں ہوتی ہیں کھلتی۔

آٹھ مہینے بعد

استنبول، ترکی

Istanbul, Turkey

URDUNovelians

گھر کے ڈائینگ روم میں، کُرسی پر بیٹھی وہ سامنے کھڑے حنان کو گھور رہی تھی، جو جان بوجھ کر کھانا نہیں کھا کر اُسے تنگ کر رہا تھا۔

" حنان آپ کھانا نہیں کھا رہے، ماما آپ سے ناراض ہو جائیں گی" فاریہ صوفے کے کشن صحیح کرتے ہوئے بولی۔

" بٹ آئی ڈونٹ وانٹ ٹو اِیٹ دِس" وہ بچہ بھی ناک چھڑا کر سامنے ٹیبل پر پڑی سالن کی پلیٹ کو دیکھ کر بولا۔ وہ گوبی کی بنی ہوئی ڈِش کو دیکھ کر منہ بنا کر بول رہا تھا۔

" دادا، ماما ڈانٹتی" حشام صاحب جو وہیں مرکزی کُرسی پر بیٹھے اخبار پڑھتے ہوئے دونوں ماں بیٹے کی بحث سُن کر مسکرا رہے تھے، حنان کے بُلانے پر اخبار چہرے

کے آگے سے ہٹا کر عینک کے اُوپر سے اُسے دیکھنے لگے۔ پھر اپنا اخبار اور عینک سائیڈ پر رکھ کر اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

دادا کی جان بیٹا میرا، فاریہ بچے ہم کھلا دیں گے، فکر نا کرو آپ" وہ حنان کو اپنی گود میں بیٹھا کر بولے۔

بابا کو آنے دو ذرا پھر بتاؤں گی، روز روز نئے نئے کھانے نہیں بنتے اِس" صاحبزادے کے لیے، کوئی نارمل کھانا تو اِسکے منہ میں جاتا ہی نہیں ہے" وہ غصّے سے بڑبڑاتی کچن میں چلی گئی، پر فارس کو شکایت لگانے والی بات سُن کر حنان فورن سے کھانا کھانے لگا، وہ چھوٹا سا ہی تھا تب سے خود سے کھانا سیکھ گیا تھا۔ وہ کچن سے چھُپ کر جھانک کر اُسے دیکھنے لگی جو باپ کے نام کی دھمکی سُن کر آرام سے حشام صاحب کے ہاتھ سے کھانا شروع کر چُکا تھا۔ فاریہ جانتی تھی اگر

وہ باہر آ کے اُس پر ہنستے ہوئے بولی تو وہ نہیں کھائے گا، اور پھر حنان کی زِد سے سب واقف تھے۔ وہ بچہ زِد کا بہت پکا تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

وہ ایک پارک کے بینچ پر بیٹھی سامنے کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی، جو اِدھر سے اُدھر بھاگتے ہوئے فٹ بال کھیل رہے تھے۔ اُس کا ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر تھا۔
کتنا کچھ بدل گیا تھا اِتنے سے وقت میں، کسی کو کھونے کا دُکھ تو کسی کے بدل جانے کی خوشی۔

کیا ہو رہا ہے" وہ اپنی سوچوں میں گُم تھی جب وہ پیچھے سے آ کر اُسکے کان میں" سرگوشی کر گیا۔

توبہ، آپ اپنی حرکت سے باز نہیں آ سکتے" وہ اپنے پیٹ پر احطیات سے ہاتھ " رکھتی مصطفیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے سامنے بنی کُرسی پر بیٹھا گئی۔

تھک تو نہیں گئی بٹر فلائی" وہ اُسکے ساتھ بیٹھ کر عائرہ کا ہاتھ سہلاتے ہوئے " پوچھنے لگا، جو ہلکا ہلکا سو جا ہوا تھا۔

نہیں، تھکی نہیں ہوں، بھوک لگ رہی ہے" وہ بچوں کی طرح مُنہ بنائے " مصطفیٰ کے دائیں ہاتھ کی اُوپری نسوں کو اپنی اُنگلیوں سے ہلکا ہلکا پیار سے سہلاتے ہوئے بولی، اُسکی اِس ادا پر مصطفیٰ نے چہرے نیچھے کیے عائرہ کی ٹھوڑی چومی۔ اُس حادثے کے بعد عائرہ کتنے دِن ڈپریشن میں رہی تھی یہ صرف وہی جانتا تھا، اُس نے عائرہ کو بہت محبت اور چاہت سے اُن چیزوں سے باہر نکالا تھا، عافیہ بیگم کی موت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر وہ صدمے میں چلی گئی۔ اسی طرف جب اُس نے اپنے ماں باپ کو مرتے دیکھا تھا، اُسکے ماں باپ کا

ایکسیڈینٹ نہیں ہوا تھا بلکہ کچھ چوروں نے محض چند پیسوں کے لیے اُس کے ماں باپ کو اُس کے سامنے اُن پر گولیاں چلا کر انہیں مار ڈالا تھا۔

جب وہ ڈپریشن میں تھی اُن دِنوں یہ بھی معلوم ہوا کے عائرہ پریگننٹ ہے، اُس دِن عافیہ بیگم نے نا صرف عائرہ کی بلکہ اُسکے اور مصطفیٰ کے ہونے والے بچے کی بھی جان بچائی تھی۔

کیا کھائے گی میری جان" وہ عائرہ کو کُرسی سے اٹھا کر اپنی گود میں اُٹھا گیا۔"

اِتنی بھاری ہو گئی ہوں میں، کیوں اُٹھا رہے ہیں مجھے؟" وہ اپنے بھرے بھرے" سراپے کی طرف دیکھتی ہوئی اُس سے بولی۔

توکیا ہوا، میں تو اپنی بیوی کو ہر حالت میں اِتنے ہی پیار سے اُٹھاؤں گا" وہ محبت سے کہتا عائرہ کے بال ٹھیک کرنے لگا اور چلتے چلتے لا کر اُسے گاڑی کا دروازے کھول کر اُس میں بیٹھا چکا تھا۔

"پیدل چل کر جاتے ہیں نا، اِستکلال سٹریٹ تک تو ہی جانا ہے ہم نے"

"بِلکل بھی نہیں، تھک جاؤ گی تم"

پلیز نا، نہیں تھکتی، اور اگر تھک گئی تو آپ پھر سے گود میں اُٹھا لینا" وہ شرارت سے بولتی مصطفیٰ کو بہت پیاری لگی۔

نات آ بیڈ آئیڈیا" اور وہ یہ کہتے ساتھ ہی عائرہ کا ہاتھ پکڑے اُسے گاڑی سے " احطیات سے اُتار چُکا تھا۔ وہ گاڑی کا دروازہ بند کر کے چابی جیب میں ڈالے اُسکا ہاتھ پکڑ کر چل پڑا۔

گھر کی کنسٹرکشن کب تک پوری جائے گی" وہ چل رہے تھے جب عائرہ نے اُس " سے سوال کیا۔

وہ اپنا نیا گھر بنوا رہے تھے، پچھلے آٹھ مہینے سے وہ فارس اور فاریہ کے گھر میں رہ رہے تھے، مصطفیٰ میکسیکو سے ایک نئ پہچان کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ فارس نے اپنا سارا بزنس کینیڈا میں ہی سیٹ کیا تھا، اُنکے کافی دُشمن ابھی بھی اُنکی تلاش میں تھے، جس کی وجہ سے وہ بس کچھ وقت کے لیے عارضی طور پر تُرکی میں رہائش پذیر ہوئے تھے، مصطفیٰ نے سافٹوئیر انجینیرنگ کی ہوئی تھی تو اُسکی اپنی ایک سافٹوئیر کمپنی بہت سالوں سے کینیڈا میں موجود تھی، جو اُس نے اپنے بھائی ہاشم

کے نام پر بنائی تھی، اور اب وہ وہاں جا کر اُسے خود سنبھالنے والا تھا۔ عافیہ بیگم کو کھونے اور عائرہ پر حملے کے بعد وہ آگے کی زندگی میں کوئی رِسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کے اسکی وجہ سے کبھی عائرہ پر یا اُسکے بچے پر کوئی بھی آنچ آئے، اِس لیے وہ سب کچھ چھوڑ کر یہاں آگیا تھا اور اب عائرہ کی ڈیلیوری کے بعد اُن سب نے وہاں چلے جانا تھا۔ عائرہ نے اُس سے پوچھا بھی تھا کے وہ سیدھا کینیڈا کیوں نہیں شفٹ ہو جاتے یہاں آنے کا کیا مقصد تھا۔ پر مصطفیٰ نے اپنے دُشمنوں کو اب ایک موقع بھی نہیں دینا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کے اگر انہیں معلوم بھی ہو جائے کے وہ ترکی میں رہائش پزیر ہیں تو وہ انہیں ہمیشہ کے لیے یہیں پر ڈھونڈتے رہ جائیں گے، اور تب تک وہ لوگ یہاں سے نکل چکے ہونگے۔

"جب تک تمہاری ڈلیوری نہیں ہو جاتی میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا، اور گھر کو میں تب ہی کمپلیٹ کرواؤں گا جب تمہاری ڈلیوری ہو جائے گی، تب تک فاریہ کا تمہارے ساتھ ہونا اچھا ہے، ہم وہاں تبھی جائینگے جب میری پرنسِس

آ جائے گی۔" وہ بنا بنایا گھر بھی لے سکتا تھا پر عائرہ نے اُس سے کہا تھا کے وہ اُنکا نیا گھر خود اپنی پسند سے ڈیزائن کرنا چاہتی ہے۔

اور اگر تم چاہتی ہو کے وہ گھر میں ابھی بنوا کر میں تمہیں اُس گھر میں شفٹ " کر دوں، تو سوری اِتنا پاگل نہیں ہوا بیگم، ہاں آپ کے پیار میں تو کب کا ہو چُکا ہوں۔ پر یہ چیز ممکن نہیں ہے۔ فلحال ہم یہیں پر رہیں گے سب کے ساتھ " وہ اُسکی باتیں سُن کر عائرہ مسکراتے ہوئے مصطفیٰ کے سینے سے سر ٹکا گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کے مصطفیٰ کسی طرح کا رسک نہیں لینا چاہتا۔

عائرہ پیچ کلر کے فراک کے ساتھ براؤن سینڈلز پہنے ہوئے تھے اور گلے میں سکارف پہن کر وہ بہت سِمپل اور پیاری لگ رہی تھی۔ وہ دونوں اب اِستکلال سٹریٹ پہنچ چکے تھے۔ لوگوں کی گہما گہمی چاروں طرف تھی، الگ الگ طرح کے کھانوں کی خوشبو سے عائرہ کی بھوک اور چمکی اُس نے مصطفیٰ کے کندھے پر

کی (Chuck Burger) ہاتھ مار کر اُسکا دھیان سامنے بنی چک بر گر شاپ طرف لگایا۔ وہ دونوں اُس پر گر کی دُکان کے پاس آگئے اور وہاں جا کر اندر بیٹھ گئے، اور اپنا آرڈر نوٹ کروانے لگے۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"کیا بنا رہی ہو جانے مَن؟" وہ اپنے لیے کافی بنا رہی تھی جب اُس نے پیچھے سے آ کر فاریہ کو کمر سے پکڑ کر اُسکے کندھے پر اپنی ٹھوڑی ٹکائی۔

"تم کب آئے؟" فارس کو ایک دم سے کچن میں دیکھ کر وہ پوچھنے لگی کیونکہ آج وہ جلدی آگیا تھا۔

"ابھی ابھی" وہ اُسکے بالوں میں اپنا چہرا چھپائے بولا۔

کافی بنا رہی ہوں، پیو گے؟" اپنا چہرے ہلکا سا موڑ کر وہ اُسے دیکھتے ہوئے بولی، " جو اُسکے کندھے پر اپنی ٹھوڑی ٹکائے کھڑا تھا۔

کیوں نہیں ضرور، آپ اپنے ہاتھوں سے زہر بھی پِلا دیں ہم پی لیں گے " اُسکی بات پر فاریہ نے ایک مکا فارس کے کندھے پر دیا۔

زیادہ ہی رومینس نہیں آرہا تمہیں آج" فاریہ بولی تو وہ اُسکی گردن سے بال " پیچھے کرتا وہاں پر پیار سے چوم گیا۔

روز ہی آتا ہے، اِس میں کون سی نئی بات کے؟" وہ اُسکی ناک کے ساتھ اپنی " ناک سہلاتے ہوئے بولا۔

مصطفیٰ کہاں ہے؟ مجھے کچھ بات کرنی تھی اُس سے" فارس نے پوچھا۔"

وہ دونوں ذرا باہر گھومنے گئے ہیں، اچھا ہی ہے عائرہ کو اِس کنڈیشن میں سب" سے زیادہ اپنے شوہر کا ٹائم ملنا چاہیئے" وہ کافی کے دونوں کپ ٹرے میں رکھ رہی تھی ساتھ ہی اُس پر پاؤڈر کافی چھڑک رہی تھی۔

اُسکی بات پر فارس ہاں میں سر ہلا گیا۔

یہ شیطان کہاں پر ہے" اب وہ حنان کا پوچھنے لگا۔"

شیطان شیطانیاں کر کے سو چکا ہے، دوپہر کو کھانا تک نہیں کھا رہا تھا وہ، توبہ" ہے لڑکیوں سے زیادہ اِس کے نخرے ہیں، پھر تمہارا نام لے کر ڈرایا تو بابا سے

کھانا کھایا اِس نے، پھر وہ آرام کرنے گئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ ہی اُوپر چلا گیا

تھا "

لو بھئی، تم مجھے وِلن بنا دیا کرو، حالانکہ میں نے اُسے بس ایک بار ڈانٹا تھا" "

فارس نفی میں سر ہلائے بولا۔

ہاں تو تم نے اُسے ایک بار ڈانٹا تھا اور وہ اب تک نہیں بھولا، اچھی بات ہے نا" "

حنان محض ساڑھے تین سال کا تھا پر ایک بار اُس نے زِد میں ایک نوکر سے

بد تمیزی کی تھی جس پر فارس نے اُسے بہت بُری طرح ڈانٹا تھا، اور وہ ڈانٹ وہ

آج تک نہیں بھولا تھا۔

جاؤ فریش ہو کر آؤ، پھر آ کر کافی پی لینا" فاریہ کے کہنے پر وہ اُسکی پیشانی چومتا "

فریش ہونے چلا گیا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

مصطفیٰ بس، میں تھک گئی" وہ ابھی ابھی کھانا کھا کر باہر نکلنے تھے اور کوئی دو" منٹ چلنے کے بعد عائرہ کو تھکان محسوس ہونے لگی تھی۔ ظاہر تھا اُسکی کنڈیشن ہی ایسی تھی۔ اُس نے مصطفیٰ سے تھکنے کا بولا، وہ شاید بھول چکی تھی کے وہ یہاں آنے سے پہلے اُس سے کیا کہہ کر آئی تھی کے اگر وہ تھک جائے تو مصطفیٰ کیا کرے، پر اگلے ہی لمحے اُسے یاد آ گیا، جب مصطفیٰ نے اُسے کھڑے کھڑے اِتنے لوگوں کے بیچ میں اپنی گود میں اُٹھا لیا۔

مصطفیٰ، نہیں میں.... نہیں تھکی پلیز اُتار دیں" آس پاس کے لوگ انہیں" مسکرا کر دیکھ رہے تھے، کچھ عورتوں نے عائرہ کے پاس آ کر اُسکے سر پر پیار کرتے اُسے اپنی تُرکش زبان میں مسکراتے ہوئے دُعائیں بھی دیں۔ وہ شرم

سے سُرخ ہوتی اُسکے سینے میں سر اپنا چہرا چُھپا گئی، اور خود کو کوسنے لگی کے اُس نے کیوں شیر کو چھیڑا تھا۔ کیونکہ مصطفیٰ نے اُسکے کہنے کے باوجود بھی اُسے گود سے نہیں اُتارا تھا۔ وہ جینز کے ساتھ بلیک ٹی شرٹ پہنے سنجیدہ چہرے کے ساتھ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ وہاں پر موجود ہر لڑکی کی نظر اُس پر تھی اور کچھ نظریں عائرہ پر بھی کے وہ کتنی خوش قسمت تھی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

ہر حقیقت فریب لگتی ہے

جب کوئی اعتبار کھو بیٹھے

کالے اندھیرے کمرے میں بند آدمی تڑپتے ہوئے اپنی موت کی دوعائیں کر رہا تھا، اُسکے زخموں میں اب کیڑے پڑنے لگے تھے، پر اُنکا علاج نہیں کیا گیا تھا، اُس

آدمی نے جب جب خود کی جان لینے کی کوشش کی تب تب اُسے بچا کر مزید اذیت دی گئی، کیونکہ وہ خود لوگوں کا قاتل تھا۔ بہت سے لوگوں کے ساتھ ناانصافیوں میں اپنے باس کے ساتھ ہر غلط کام میں اُس نے ساتھ دیا تھا، معصوم بچیوں کو درندوں کے ہاتھوں میں ڈال کر اور اُنکا فائدہ اُٹھا کے اُنکی زندگیاں برباد کی تھیں پر اب وہ پچھتاتا تھا، پر اب اِس پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ وہ اُس بند کمرے میں اپنے بدبودار جسم کے ساتھ موجود بیٹھا اپنے گناہوں پر رو رہا تھا جب وہاں پر کوئی آیا۔ اِتنے دِنوں بعد اِسکے کمرے کا دروازہ کھولا گیا تھا ورنہ دروازے کے نیچھے سے ہی اُسے کھانا دیا جاتا تھا۔

مجھے معاف " وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُس آنے والے شخص سے معافی " مانگنے لگا۔

شکر کرتا ہوں تجھے اپنا دوست نہیں مانا تھا میں نے، ورنہ آج تک پچھتاتا میں، " اپنے اِس انجام کے تم خود ذمہ دار ہو " وہ کُرسی پر بیٹھا اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر گھٹنے پر رکھتے ہوئے بولا۔

وہ پین ڈرائیو ابھی بھی مصطفیٰ کے پاس ہی موجود تھی۔

مجھ سے گناہ " اپنی بات پوری کرنے سے پہلے ہی وہ زمین پر گِر کر سسکنے لگا۔ " اُسے پچھلے چار مہینوں سے کینسر کی بیماری ہو چکی تھی اور اب وہ آخری سٹیج پر تھا۔ وہ اُس سے کبھی نہیں ملنے آیا، آٹھ مہینے پہلے حاتم کو یہاں لا کر اُسے مصطفیٰ کے حکم پر روز ٹارچر کیا جاتا تھا، بے شک وہ اُسکے ساتھ کام کرتا رہا تھا پر وہ اِس گنہگار پر ہرگز ترس نہیں کھا سکتا تھا، کیونکہ مصطفیٰ حسّام حیدر نے ترس کھانا نہیں سیکھا تھا۔ کیونکہ غلطیاں کرنا مصطفیٰ حسام حیدر کی فطرت میں تھا ہی نہیں۔ اُسے زمین

پر تڑپتا دیکھ کر وہ جان گیا کے اسکی موت آچکی ہے، وہ اُسے وہیں پر چھوڑ کر وہاں سے نکل آیا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

"عائرہ چلو یار یہ فروٹس کھاؤ یہ تمہارے لیے اچھے ہیں، یہ چپس چھوڑو بھئی ورنہ مصطفیٰ کو بتادوں گی" فاریہ کب سے اُسے فرٹس کاٹ کاٹ کر اُسے دے رہی تھی پر وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے چپس کے پیکیٹ میں سے چپس کھاتی جارہی تھی۔

"یہ اچھا نہیں ہے نا، اِن کا ٹیسٹ بہت عجیب ہے" وہ سامنے پلیٹ میں پڑے سیب کو دیکھ کر منہ بنا کر بولی۔

بلکل حنان جیسی لگی ہو قسم سے تم، صبح وہ بھی یہی حرکتیں کر رہا تھا" فاریہ نفی" میں سر ہلائے اُسکے ہاتھ میں سیب کا ٹکڑا پکڑا گئی۔

ہمیں اُس کی ضرورت پڑ سکتی ہے مصطفیٰ" وہ دونوں سامنے ہی لان میں چل" رہے تھے جب فارس نے اُس سے کہا۔

مصطفیٰ اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو آپس میں ملائے بار بار جوڑ رہا تھا جیسے اُس نے ہاتھ میں سگار پکڑا ہو، کیونکہ اُس نے سگار کافی مہینے پہلے چھوڑ دیا تھا، کیونکہ عائرہ نے اُس سے بس ایک بار کہ تھا، وہ اُسکی بات وہ مر کے بھی نہیں ٹال سکتا تھا۔

اُسے ابھی بھی وہ منظر یاد جب اُس نے مصطفیٰ سے یہ کہ تھا۔ عائرہ اُن دِنوں شدید ذہنی دباؤ میں رہتی تھی، وہ کچھ نہیں بولتی تھی نا خود سے کچھ کھاتی تھی،

وہ جانتا تھا کے عائرہ نے اُس دِن کے بعد مصطفیٰ سے بات کتنی کم کردی تھی، شاید وہ اِس سب کا اور عافیہ بیگم کی موت کا ذمہ دار خود کو سمجھ رہی تھی۔

وہ بالکونی میں بیٹھا کسی گہری سوچ میں گُم سگار کے کش لے رہا تھا جب وہاں کا دروازہ کُھلنے کی آواز سے مصطفیٰ نے چہرا موڑ کر دیکھا، وہ وہاں دروازے کے بیچ و بیچ کھڑی اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔ مصطفیٰ نے فورن سے اپنے ہاتھ میں پکڑا سگار سامنے پڑی ایش ٹرے میں بجھا دیا، وہ ویسے بھی اُس کے سامنے سگار نہیں پیتا تھا اور اب تو اُسکی حالت بھی ایسی تھی۔ وہ آرام سے چل کر آتی مصطفیٰ کے ساتھ بیٹھ کر اُسکے کندھے پر سر رکھ گئی۔ یہ بات تھوڑی حیران کُن تھی کیونکہ پچھلے ایک مہینے سے وہ خود سے مصطفیٰ سے نا بات کرتی تھی نا پاس آتی تھی۔ ہاں وہ الگ بات تھا کے وہ اُسے ہمیشہ اپنے قریب ہی رکھتا تھا۔

اُس نے ہمیشہ اُسکا حد سے زیادہ خیال رکھا تھا، کوئی مصطفیٰ کا یہ روپ دیکھ لیتا تو یقیناً غش کھا کر گِر پڑتا۔ جس طرح سے وہ لوگوں کو کبھی مارتا کاٹتا تھا، عائرہ کو آج تک اُس نے سخت ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا کے کہیں اُسے کوئی تکلیف نا پہنچے۔

اُسکے پاس آنے پر وہ عائرہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اپنے قریب کر کے اُسکے بالوں میں اپنا ہاتھ سہلانے لگا۔

یہ پینا چھوڑ کیوں نہیں دیتے آپ؟" سامنے پڑے سگار کے پیکیٹ پر نظریں" جمائے وہ بہت عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

آپ کہیں تو دُنیا چھوڑ دیں ہم، یہ کیا چیز ہے" اِتنا کہہ کر مصطفیٰ نے سگار کی" پوری نئی ڈبی سامنے پڑے ڈسٹبِن میں پھینک دی، اور اُس دن کے بعد سے آج تک اُس نے سگار کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

اُسکے اِس عمل پر عائرہ نے چہرا موڑ کر اُسے مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھا اور تھوڑا سا اُوپر ہو کر اُسکے گال پر اپنے لَب رکھ کر دوبارہ سے اُسکے کندھے سے سر ٹکا گئی۔

اُسکے نظریں سامنے بیٹھی عائرہ پر تھی، جو بہت معصوم سا چہرا بنائے فاریہ سے کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ دونوں چلتے ہوئے انکی طرف جانے لگے۔

" ہارون خانزادہ کی ضرورت ہمیں کبھی بھی پڑ سکتی ہے مصطفیٰ وہ ہمارے بہت کام آسکتا ہے، اور وہ صرف کوئی عام بندا نہیں ہمارا دوست... " فارس بول رہا تھا جب مصطفیٰ بول پڑا۔

مصطفیٰ کو کبھی کسی کی ضرورت نہیں پڑی، نا کبھی پڑے گی " اُس نے فارس کی " طرف چہرا موڑ کر کہا، جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جواب سامنے بیٹھی عائرہ کے پاس جا رہا تھا، فارس اُسے وہاں جاتا دیکھ کر اپنی جیب میں سے فون نکالتا گھر کی پچھلی سائڈ پر چلا گیا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

وہ راہداری سے چلتے چلتے ہوئے آ رہا تھا، دائیں ہاتھ کی کلائی پر بندھی رولیکس کی قیمتی گھڑی، آنکھوں پر نظر کا چشما لگائے ہاتھ میں پکڑے فون پر مُسلسل کچھ ٹائپ کیا جا رہا تھا۔ ہاتھوں کی اُبھری ہوئی نسیں، چھ فُٹ سے نکلتا قد ماتھے پر کالے بال بکھرے اُسکی پرسنیلٹی پر جچ رہے تھے۔ اُسکا ملازم ساتھ ساتھ چلتے اُسے کچھ بتا رہا تھا جب اُسکے فون پر ایک کال آئی۔

ہیلو" اُسکے لب ہلے، وہ مسکرایا، کال پر دوسری طرف سے کچھ کہا جارہا تھا، " جس سے اسکی مسکراہٹ اور گہری ہوتی جارہی تھی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

دوائیاں وقت پر لیا کریں آپ، خیال کرنا سیکھ لیں اپنا، مجھے سختی کرنے پر مجبور " مت کریں۔ جارڈن، کل سے اِنکی ساری میڈیسنز کی ذمہ داری تمہاری ہے "کیونکہ انہوں نے تو بات نہ ماننے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔

وہ حشام صاحب کے بیڈ کے قریب کھڑا اُنکے میڈیسن بوکس میں سے دوائی نکال کر دیتے ہوئے بول رہا تھا۔

جارڈن سائڈ پر کھڑا مسکرا کر چہرا نیچھے کر گیا کیونکہ وہ حشام صاحب کو کسی چھوٹے بچے کی طرح ڈانٹ رہا تھا، جو چُپ کر کے اُسکی ڈانٹ سُن رہے تھے، پر پھر جارڈن کو ہنستا دیکھ کر اُسے گھورنے لگے۔ دوائی کھانے کے بعد وہ اب مصطفیٰ کو دیکھ رہے تھے جو وہاں سامنے والے صوفے پر بیٹھا اپنے فون پر ٹائپنگ کر رہا تھا۔

مصطفیٰ میری بات مانو گے ایک "؟ انھوں نے اُس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔ "

میں جانتا ہوں آپ کیا کہنے والے ہیں، آپ کا شریف بچہ بھی مجھے ابھی باہر " یہی کہہ رہا تھا، اور میرا یہی جواب ہے کے مصطفیٰ کو کسی کی ضرورت نہیں ہوتی، پر ہاں آپ بے فکر رہے، میرے وہاں پہنچھنے سے پہلے ہی اُس جیسے "سائیکو کو پتہ لگ جائے گا، اب آرام کریں آپ۔

یہ کہتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گیا، جارڈن بھی لائٹس آف کر کے اُسکے ساتھ ہی باہر چلا گیا۔ حشام صاحب اُسکے جانے کے بعد نفی میں سر ہلائے مسکراتے ہوئے سونے کے لیے لیٹ گئے۔

♥□♥□♥□♥□♥□

فنش کرو اِسے چلو، شاباش" رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ عائرہ کو واک کروا کر اب وہ کمرے میں آگئے تھے۔

عائرہ نے تھوڑا سا ہی کھانا کھایا تھا، مصطفیٰ نے اب اُسکے لیے فروٹس اور دودھ کمرے میں منگوائے تھے جو وہ اسکی گود میں بیٹھی کھا رہی تھی۔

بس نا، اور نہیں کھایا جا رہا مجھ سے" وہ بیچارا سا منہ بنا کر بولی۔"

اچھا یہ پی لو تھوڑا سا باقی میں پی لوں گا" وہ اُسے دودھ کا گلاس پکڑاتے ہوئے " بولا، شکر تھا عائرہ کو باقی لڑکیوں کی طرح دودھ سے کوئی پرابلم نہیں تھی وہ دودھ بہت شوق سے پیتی تھی۔

پکا وعدہ" وہ اپنی ملائم ہتھیلی مصطفیٰ کے سامنے پھیلا کر بولی۔ "

پکا وعدہ میری جان" اُس کی ہتھیلی پر اپنے لب رکھتا وہ پیار سے بولا۔ "

وہ دودھ کا گلاس ہاتھ میں پکڑ کر بیٹھی پی رہی تھی۔ اُسکے ہونٹوں کے اُوپر والی جگہ پر جھاگ لگی دیکھ کر مصطفیٰ نے انگوٹھے سے اُسے صاف کیا۔

ہم اپنے گھر میں اپنے بے بی کا روم الگ نہیں بنوائیں گے " وہ دو ٹوک " انداز میں کہتی مصطفیٰ سے چپک کر لیٹ گئی۔

ہر گز نہیں، میں اپنے رو مینس میں خلل کسی صورت برداشت نہیں کروں گا" " اُسکے جواب پر عائرہ نے ناک چھڑا کر منہ دوسری طرف کر لیا جیسے کہہ رہی ہو، میں بھی دیکھتی ہوں کیا کرو گے تم۔

ہماری محبت کی کہانی ہمارے بچے کے لیے روز کی بیڈ ٹائم سٹوری ہوا کرے " گی" وہ عائرہ کی گردن پر چومتے ہوئے بولا۔

ہاں لیکن مجھے اغوا کر کے آپ نے اچھا نہیں کیا تھا" اُسکی بات پر مصطفیٰ نے " نفی میں سر ہلایا، یہ طعنہ ساری زندگی اُسکا پیچھا نہیں چھوڑنے والا تھا۔

"آئی لو یو بٹر فلائی"

"...میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں"

اُسکے جواب پر مصطفیٰ نے حیران کُن نظروں سے اُسکی طرف دیکھا، یہ لڑکی اُسے ہر بار حیران کیا کرتی تھی۔

اچھا؟ کتنا پیار کرتی ہے؟" وہ اُسکے بالوں کی خوشبو اپنے اندر اُتارتا، اُسکے کان " کے لُوپر اپنے لب رکھتے ہوئے سرگوشی کرنمہ آواز میں بولا۔ اُسکا ایک ہاتھ عائرہ کے پیٹ پر تھا۔

وہ آرام سے اُسکے اور قریب ہوتے ہوئے، مصطفیٰ کے گالوں پر دونوں طرف سے اپنے ہاتھ رکھتی اسکی پیشانی کو چوم گئی۔

بس اِتنا سا؟" وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔"

اُسکی بات پر عائرہ نے پیشانی کے بعد اُسکے دونوں گالوں پر اپنے لب رکھے وہ اُسکی آنکھوں کو چومتے ہوئے اُسکی ناک کو پیار سے چومتی اپنی نظریں جھکا گئی،
عائرہ کے ہاتھ مصطفیٰ کے گالوں سے سرکتے ہوئے
عائرہ مصطفیٰ کے سینے پر آئے وہ اُسکے بازو پر اپنا سر رکھ کر مسکراتے ہوئے اپنا چہرا چھپا گئی۔

محبت کہو، پیار کہو یا عشق،سب کرتا ہوں تم سے میں، میں نے آج تک اِتنا پیار " کسی سے نہیں کیا جتنا تم سے کیا ہے، اور تم مانو یا نا مانو میں اِتنی محبت میں اپ۔ے آنے والے بچے سے بھی نہیں کر پاؤں گا، مجھے وہ میری جان ے بھی زیادہ عزیز ہونگے پر تم سے زیادہ نہیں، اگر اُس نے تمہیں تکلیف پہنچائی تو

میرے لیے وہ کچھ نہیں ہونگے، تم میری زندگی کا سب سے حسین باب ہو عائرہ، تمہیں کھو دیتا تو اِس جسم میں بھی جان باقی نہ رہتی۔"

وہ اُسے بالوں اور پیٹ پر ہاتھ رکھ کر سہلاتے ہوئے بول رہا تھا، وہ اسکی ساری باتیں سُن کر خود کو بہت پُرسکون اور خوش قسمت محسوس کر رہی تھی، اور اُسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں آئی نمی دیکھ کر مصطفیٰ نے اسکی آنکھوں کو اپنے انگوٹھے کے پوروں سے صاف کیا اور اُسے خود میں بھینچ لیا۔

"ششش، اب کوئی آنسوں نہیں"

اُسے سکون میں دیکھ کر وہ بھی عائرہ کی پیشانی چومتا، اُسکی آنکھوں کو چوم گیا۔ وہ پُر سکون تھے، پر مصطفیٰ جانتا تھا کے اُسکا گزرا ہوا کل اُسکے آنے والے کل پر حاوی ہو سکتا ہے، پر وہ اپنے آپ کو ہر چیز کے لیے تیار کر چُکا تھا۔

♥□♥□♥□♥□♥□

دُور کہیں ایک نفوس ایک تصویر کے سامنے کھڑا اُس تصویر کو گھور رہا تھا، اُسکی آنکھوں میں موجود بدلے کی آگ سب کچھ جلا کر بسم کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

♥□♥□♥□♥□♥□

ختم شد